تنظیم اسلامی کا ترجمان

39

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8 تا 14 صفر المظفر 1441ھ/ 8 تا 14 اکتوبر 2019ء

نبی ﷺ کی دعوت تمام انسانوں کے لیے تھی

رسول اللہ ﷺ جو دعوت لے کر آئے تھے وہ کسی مخصوص قوم کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے تھی۔ آپ کا پیغام پوری انسانیت کے لیے عام تھا۔ وہ کسی نسلی، قومی یا گروہی مزاج کا حامل نہ تھا۔ اسی لیے حضور ﷺ نے اپنی دعوت کو روئے زمین کے تمام حکمرانوں اور شہنشاہوں تک پہنچانے کا منصوبہ بنایا اور اس کی کوشش کی۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ پہلے اپنے درمیان دعوت کا فریضہ انجام دیں اور اپنی اصلاح کریں۔ یہاں تک کہ جب اس راہ میں بڑا فاصلہ طے کر لیں اور اسلامی نظام کو اپنی زندگی اور اپنے معاملات میں نافذ کر چکیں تب اس دوسرے فریضہ کو انجام دیں یعنی دوسروں کو اسلام کی دعوت دیں۔ مسلمانوں کی ذاتی اصلاح دوسروں کو اسلام کی دعوت دینے کا ایک اہم جزء ہے۔ لوگ اخلاق و کردار میں صالح نمونہ کی تلاش میں رہتے ہیں تا کہ اس کے نقش قدم پر چلیں اور اس کی اتباع کریں۔ اگر آج مسلمان اپنے اسلام پر فخر کریں اور اس کے اصول و مبادی اور احکام کو اپنے معاشروں میں نافذ کریں تو اس کی ضوفشانی سے افریقہ کے بیابان اور یورپ کے دور دراز علاقے منور ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی

اس شمارے میں

امریکہ رے امریکہ......

اطاعت امیر اور بیعت کا نظام

وزیراعظم کی تقریر

ہم تم سے بہت شرمندہ ہیں

دعوت دین کی ضرورت اور اس کا بہتر طریقہ

دو ہی راستے

الہدیٰ (872)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ تعالیٰ ہی فتح یاب کرنے اور غلبہ دلانے کی قوت رکھتا ہے

سُوْرَةُ الْحَجّ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیت : 40

اِۨلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

آیت ۴۰ ﴿اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ ’’وہ لوگ جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے‘‘ یعنی مہاجرین جنہیں اپنے اہل وعیال اور گھر بار چھوڑ کر مکہ سے نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

﴿اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ﴾ ’’صرف اس (جرم) پر کہ انہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے!‘‘

ان کا جرم بس یہ تھا کہ وہ اہل مکہ کے باطل معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کو اپنا رب اور معبود مانتے تھے جس کی پاداش میں انہیں گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ﴾ ’’اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض دوسرے لوگوں کے ذریعے دُور نہ کرتا رہتا‘‘

اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً زمین کی صفائی کرتا رہتا ہے۔ فاسد لوگ ہوں یا فاسد تہذیب وثقافت‘ جب ان کا فساد زمین میں ایک حد سے تجاوز کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے اسے کسی دوسری طاقت کے ذریعے نیست ونابود کر دیتا ہے۔

﴿لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ﴾ ’’تو ڈھا دیے جاتے ساری خانقاہیں‘ گرجے‘ کنیسے اور مسجدیں‘ جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔‘‘

صَلَوٰتٌ‘ صلوٰۃ کی جمع ہے۔ صَلُوتَا عبرانی زبان کا لفظ ہے اور اس سے مراد یہودیوں کے عبادت خانے (Synagogues) ہیں۔

اللہ تعالیٰ اگر اپنی مشیت کے مطابق کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا‘ یعنی مفسد قوتوں کو نیست ونابود نہ کرتا رہتا تو دنیا میں تمام مذاہب کی جتنی بھی عبادت گاہیں ہیں وہ سب کی سب منہدم کر دی جاتیں۔ ظاہر ہے یہ تمام عبادت گاہیں اپنے اپنے وقت میں ایک اللہ کی عبادت کے لیے بنائی گئی تھیں۔

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ﴾ ’’اور اللہ لازماً اُس کی مدد کرے گا جو اُس کی مدد کرے گا۔‘‘

ان الفاظ میں اہل ایمان کے لیے یہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔ لہٰذا آیت کا یہ ٹکڑا ہر مسلمان کو ازبر ہونا چاہیے۔

یہ یک طرفہ معاملہ نہیں ہے‘ بلکہ یہ وعدہ مشروط ہے۔ تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا! یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم لوگ اللہ کے باغیوں کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھاؤ‘ تمہاری وفاداریاں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ ہوں اور پھر بھی تم چاہو کہ وہ تمہاری مدد کرے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ ’’یقیناً اللہ طاقتور ہے‘ زبردست ہے۔‘‘

یعنی اللہ نے تمہاری مدد کا وعدہ کیا ہے تو جان لو کہ وہ زبردست طاقت کا مالک اور ہر وقت‘ ہر جگہ تمہاری مدد پر پوری طرح قادر ہے۔

فرمان نبوی

چغل خوری کی مذمت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)) (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے بُرا وہ شخص ہے جو دو منہ رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور بعض لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر آتا ہے (یعنی چغل خوری کرتا ہے)۔‘‘

تشریح: فتنہ وفساد کی غرض سے اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر نقل کر دینا چغلی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عام اخلاقی مرض سے بچنے کے لیے اپنے کلام پاک کے اندر ایک محکم اصول بیان فرما دیا ہے کہ بات بیان کرنے والے کو دیکھو کہ وہ مومن صادق ہے یا نہیں۔ اگر وہ فاسق ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرو اور بات کی بھی چھان بین کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ سہل انگاری سے وہ بات آگے پھیلا دو اور تمہاری جلد بازی تمہارے لیے ندامت کا باعث بنے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امریکہ رے امریکہ..........

چند ماہ پہلے بھارتی میڈیا نے افغانستان ایشو کے حوالے سے کہا تھا America has elbowed out India یعنی امریکہ نے بھارت کو افغانستان مسئلے پر کہنی مار کر باہر نکال دیا ہے۔ وقت نے یہ بات درست ثابت کر دی ہے اور یہ سب کچھ امریکہ کو اِس حالت میں کرنا پڑا جبکہ آج امریکہ بھارت دوستی مثالی ہے۔ اور امریکہ کو عالمی سطح پر اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے بھارت کی شدید ضرورت ہے۔ امریکہ بھارت کو اِس خطے میں چین کے خلاف کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ China Containment پالیسی میں بھارت امریکہ پر بہت زیادہ انحصار کر رہا ہے۔ امریکہ اور بھارت اسلام دشمنی میں اسرائیل کے پارٹنر ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بندریا کے پاؤں جل جائیں تو وہ اپنے بچے بھی پاؤں تلے روند دیتی ہے۔ افغانستان میں امریکہ کے پاؤں جل رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ٹرمپ نے افغان طالبان سے مذاکرات منسوخ کر کے حماقت کی تھی، ہماری رائے میں وہ ایک چال تھی جو فریق مخالف کو دھوکہ دینے کے لیے چلی گئی تھی۔ علاوہ ازیں تکبر اور رعونت کا مظاہرہ کیا گیا تھا، افغان طالبان کو دھمکانے کی کوشش تھی۔ اِس سے پہلے امریکی صدر ٹرمپ نے کہا تھا کہ میں چاہوں تو ایک کروڑ افراد کو ہلاک کر کے فتح حاصل کر سکتا ہوں۔ 20 سال ہونے کو ہیں یہ احمق امریکی اب تک افغان طالبان کو سمجھنے میں ناکام ہیں۔ کوئی ان امریکیوں سے پوچھے کہ اگر افغان طالبان کو ڈرنا ہی ہوتا تو تب ڈرتے جب ایک دنیا امریکہ کے ساتھ تھی چالیس سے زیادہ ممالک کی فوج امریکہ کا ساتھ دے رہی تھی ایک لاکھ سے زیادہ امریکہ کی اپنی فوج افغانستان میں موجود تھی اب تو امریکہ کے اتحادی ممالک کی اکثریت افغانستان سے فرار ہو چکی ہے خود امریکہ کی صرف چودہ یا پندرہ ہزار فوج افغانستان میں رہ گئی ہے اور وہاں ایک ایک دن گن گن کر گزار رہی ہے اور طالبان کی فتح نوشتہ دیوار ہے۔ امریکیوں کے حوصلے پست ہیں سیدھی بات کرنا اور دھوکہ وفریب سے باز رہنا امریکیوں کے جینز میں نہیں ہے۔ ہم کہنا چاہتے ہیں کہ بھارتی میڈیا صحیح چیخ رہا ہے۔ افغانستان کے حوالے سے بھارت امریکہ کے کسی کام کا نہیں لہٰذا اب پھر پاکستان کو آگے کیا جا رہا ہے۔ پاکستان افغان طالبان کی میزبانی کر رہا ہے اور زلمے خلیل زاد پاکستان میں حاضر ہے کہ کسی طرح پھر مذاکرات کا ڈول ڈالا جائے۔ وہی مذاکرات وہی بات چیت جسے ٹھوکر مار کر ختم کیا گیا تھا۔ اب تھوکا چاٹا جا رہا ہے۔ وگرنہ افغانستان کی پاکستان موجودگی کے وقت زلمے خلیل زاد یہاں کیوں موجود ہے۔ کاش لوگ یاد رکھیں اللہ اللہ ہے وہ جب چاہے شہباز کو ممولے سے مروا دے۔ ہاتھی چونٹیوں کے آگے ہتھیار ڈال دے۔ نمرود مچھر کے آگے بے بس ہو جائے۔ پاکستان سمیت دنیا کب جانے گی کہ جو ایمان لایا اللہ پر اور اُس نے اطاعت کی رسول ﷺ کی اور پھر پسپائی اختیار نہ کی اور توکل کیا اللہ پر، اُسے

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
8 تا 14 صفر 1441ھ — جلد 28
8 تا 14 اکتوبر 2019ء — شمارہ 39
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

ہم حکومت پاکستان اور پاکستان کی حقیقی مقتدر قوتوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ آپ فریقین سے بات چیت ضرور کریں، لیکن امریکہ سے مرعوب ہو کر افغان طالبان پر غیر ضروری دباؤ نہ ڈالیں۔ اُنھیں کوئی ناحق بات منوانے کی کوشش نہ کریں۔ افغان طالبان نے آج تک پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ پاکستان کی عسکری قیادت یہ فراموش نہ کرے کہ بیسویں صدی کے اواخر میں سوویت یونین کو پاکستان پہنچنے تک افغانیوں نے روکا اور بالآخر سوویت یونین شکست و ریخت سے دوچار ہوا اور اب اکیسویں صدی کے آغاز میں امریکہ کے غرور کو افغان طالبان نے خاک میں ملایا ہے۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ افغان طالبان نے پاکستان کی جنگ لڑی ہے۔ کیا مرحوم جنرل حمید گل کی یہ بات درست ثابت نہیں ہوئی کہ امریکہ کی نیت یہ تھی کہ افغانستان کو ٹھکانا بنا کر پاکستان کو نشانہ بنایا جائے؟ کیا امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کرنے کی کوشش اِس لیے نہیں کی تھی کہ پاکستان کی بغل میں بیٹھ کر پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کو نشانہ بنایا جائے؟ Rapid Force جس کے بڑے چرچے سنے تھے، اُس کا اصل مقصد کیا تھا اور یہ سچ امریکی وزیر خارجہ کے منہ سے نکل گیا تھا کہ ایسی تیز رفتار فورس تیار کی جائے گی جو پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کو آناً فاناً اپنی گرفت میں لے لے گی۔ لہٰذا پاکستان کی مقتدر قوتیں سمجھ لیں کہ افغان طالبان کا نقصان حقیقت میں پاکستان کا نقصان ہے۔ امریکہ ایک بچھو ہے جسے طاقت کے نشے نے اندھا کر رکھا ہے۔ اُسے جب موقع ملے گا وہ پاکستان کو ڈنک مارے گا۔ عسکری قوت اِس نکتے پر بھی غور کرے کہ اگر افغان طالبان افغانستان میں حکمران ہوں گے تو پاکستان کو شمال مغرب میں باقاعدہ فوج رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ آج کشمیر کی وجہ سے پاک بھارت کشیدگی جس انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ پاکستان کو بھارت سے لڑنے کے لیے ایک ایک فوجی کی اشد ضرورت ہے۔ دورانِ جنگ بھی ہم افغانستان کی سرزمین سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ انتہائی تکلیف دہ بلکہ اذیت ناک حقیقت ہے کہ عالمی سطح پر کفار تو ملت واحدہ کی صورت میں سامنے آ گئے ہیں خاص طور پر امریکہ، بھارت اور اسرائیل نے عسکری سطح پر مسلمانوں کے خلاف اتحاد قائم کر لیا ہے۔ یہ ابلیسی اتحاد یورپ کے عیسائی ممالک کو بھی بلیک میل کرتا ہے اور یورپ خواہی نخواہی اِس اتحاد میں شامل ہو چکا ہے لیکن مسلمان ممالک نہ صرف منتشر ہیں بلکہ بہت سے مسلمان ممالک باہم گتھم گتھا بھی ہیں۔ یہاں تک کہ سعودی عرب اور ایران باہمی چپقلش میں کفار ممالک کی مدد بھی حاصل کر رہے ہیں۔ بہرحال اس ابلیسی اتحاد ثلاثہ نے اِس وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو خاص طور پر اس لیے ٹارگٹ کیا ہوا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی قوت ہے۔ اور اِس اتحاد کے دو ممالک بھارت اور اسرائیل پاکستان کے ایٹمی میزائل کی رینج میں ہیں۔ لہٰذا پاکستان کی مقتدر قوتیں سمجھ لیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس وقت مسئلہ افغان طالبان اور اُن کے افغانستان کی بقا اور سلامتی کا ہی نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کا مسئلہ بھی ہے اگر آپ نے امریکیوں کی طاقت، رعونت، فرعونیت، دولت اور عسکری قوت سے متاثر ہو کر افغان طالبان کے مفاد کے خلاف شعوری یا غیر شعوری طور پر کوئی حل مسلط کرنے کی کوشش کی تو درحقیقت یہ پاکستان کے مفاد کے خلاف ہوگا۔ یہ پاکستان کی سلامتی کے خلاف ہوگا۔ اب بھی جان جائیں کہ امریکہ کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ دوسرے مذاہب اور اقوام کو دھوکہ دینا فریب کاری کرنا امریکیوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ پھر یہ کہ اسرائیل مسلمانوں کو اور بھارت پاکستان کو نیست و نابود کرنا اپنی سلامتی کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔ ہماری رائے میں مستقبل قریب میں پاک بھارت یدھ پڑنے والا ہے جسے امریکہ اور اسرائیل کی حمایت حاصل ہوگی۔ لہٰذا امریکیوں کو افغان طالبان سے کوئی ریلیف لے کر دینا خودکشی ہے۔ یہ ہم اپنے ہی گول میں بال پھینک دیں گے۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہم افغان طالبان کی امریکہ اور دوسری عالمی قوتوں کے خلاف جدوجہد کا باریک بینی سے جائزہ لیں اور یہ سبق حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ ان عصا بردار، باریش، جبہ پوش، رات کے راہب اور دن کے مجاہدوں نے اپنے سے بڑے اور طاقتور دشمن کو کیسے ناکوں چنے چبوائے ہیں۔ اِن کے پاس کون سی جادو کی چھڑی تھی جس نے امریکہ کی سربراہی میں چالیس کے قریب نیٹو افواج کی فضائی قوت اور اُن کے بم پروف ٹینکوں اور دور مار توپوں کو ناکارہ کر دیا تھا۔ یقین جانیے اِس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ (1) وہ حق پر تھے۔ (2) اُنھیں زندگی سے زیادہ شہادت کی موت عزیز تھی۔ (3) اللہ کے دین کی خاطر جہاد کر رہے تھے اور وہ مخلص تھے۔ (4) حتمی اور آخری بات یہ ہے کہ اللہ پر ایسا توکل کہ آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی بات پر بھی نہ ہو۔ ہماری کامیابی کا بھی صرف ایک راز ہے کہ ہم بھی اللہ کے ہو کر رہ جائیں، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

☆☆☆

اطاعت امیر اور بیعت کا نظام

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع کے 27 ستمبر 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام جاری ''دعوت فکر اسلامی مہم'' کے سلسلے میں آج ہمارا موضوع ہے: ''امیر کی اطاعت اور بیعت کا نظام''۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ: ﴿اِنَّـهٗ لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِجَمَاعَةٍ، وَلَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِاِمَارَةٍ، وَلَا اِمَارَةَ اِلَّا بِطَاعَةٍ﴾ ''بے شک جماعت کے بغیر کوئی اسلام نہیں اور امیر کے بغیر کوئی جماعت نہیں اور اطاعت کے بغیر کوئی امیر نہیں''۔

آج دنیا میں جمہوری طریقہ کے مطابق کسی جماعت کے ممبرز اپنے صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ ممبرز کی اکثریت جس کا انتخاب کرے گی وہ جماعت کا صدر بن جائے گا۔ اسی طرح اس کو ہٹانا، عدم اعتماد اور قانون سازی وغیرہ یہ تمام چیزیں اکثریت کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ لہٰذا جمہوری طریقہ میں بنیادی چیز ممبر شپ اور ان کی رائے ہے

دوسرا انداز ہماری تاریخ میں پہلے روز سے چلا آرہا ہے اور وہ ہے ایک امیر کا تصور۔ امیر امر سے بنا ہے اور قرآن وحدیث کی رو سے اس کے معنی صاحب امر کے ہیں۔ عام طور پر ہم اس کا ترجمہ حکم دینے والا کرتے ہیں لیکن اصل میں اس کا مطلب ہوتا ہے فیصلہ کرنے والا۔ کیونکہ امر کے معنی فیصلہ بھی ہیں۔ اس سے قبل حکومتوں کے نظام بادشاہ چلایا کرتے تھے اور وہ آمر ہوتے تھے۔ بادشاہ کے منہ سے نکلا ہوا لفظ قانون کی حیثیت رکھتا تھا اور فیصلے بھی وہ خود ہی کرتا تھا۔ لیکن اسلام میں قانون صرف اللہ کا ہے جسے نبی اکرم ﷺ کو دے کر بھیجا گیا:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۭ﴾ ''وہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو الہدیٰ اور دین حق دے کر تا کہ وہ غالب کردے اسے کل کے کل نظامِ زندگی پر۔'' (الفتح 28)

تمام انبیاء کرامؑ کو اسی لیے دنیا میں بھیجا گیا کہ وہ اللہ کے دین کو قائم و نافذ کریں اور اس کے مطابق فیصلے کریں۔ تمام انبیاء کی اطاعت ان کے ماننے والوں پر لازم ہوتی تھی۔ جن قوموں نے اپنے انبیاء کی اطاعت قبول کرلی وہ سرخرو ہوئیں اور جنہوں نے سرکشی اور بغاوت کی وہ تباہ و برباد ہوگئیں۔ حضرت نوحؑ کی قوم کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ پھر حضرت لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ وہ ایسے معاشرے میں بھیجے گئے جو ایک اخلاقی بے راہروی میں مبتلا تھی۔ حضرت لوطؑ نے انہیں دعوت دی کہ:

''کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ میں یقیناً تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کسی اُجرت کا

مرتب: ابو ابراہیم

طالب نہیں ہوں، نہیں ہے میری اُجرت مگر تمام جہانوں کے رب کے ذمے۔ کیا تمام جہانوں میں تم ہی (شہوت کے لیے) مردوں کے پاس جاتے ہو؟ اور تم چھوڑ دیتے ہو جن کو تمہارے لیے پیدا کیا ہے تمہارے رب نے تمہاری بیویوں میں سے۔ بلکہ تم تو حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔'' (شعراء: 160-166)

لیکن قوم نے ان کی بات نہیں مانی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس قوم پر اللہ کا سخت عذاب نازل ہوا جس سے وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ اسی طرح شعیبؑ کو مدین میں مبعوث کیا گیا۔ مدین ایک شہر تھا جو دو تجارتی شاہراہوں کے سنگم پر واقع تھا۔ یعنی چاروں طرف کا تجارتی سامان وہاں سے ہو کر گزرتا تھا۔ مدین والوں نے وہاں اپنی دکانیں سجا لیں اور چاروں طرف سے آنے والا تجارتی سامان اپنی دو کانوں پر رکھ لیا جس سے لوگوں کو بڑی آسانی تھی کہ ہر طرح کا سامان وہاں سے مل جاتا تھا۔ لوگ ایسی ہی مارکیٹوں کا زیادہ رخ کرتے ہیں جس کا فائدہ اُٹھا کر مدین والوں نے اپنی اجارہ داری قائم کرلی اور ناپ تول میں کمی کرنا شروع کردی۔ اللہ نے ان کی طرف حضرت شعیبؑ کو بھیجا اور انہوں نے ان کو دعوت دی:

''آپؑ نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی معبود نہیں اُس کے سوا۔ اور نہ کم کرو ناپ اور تول کو، میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں، لیکن (اگر تم لوگ ان غلط کاریوں سے باز نہ آئے تو) مجھے اندیشہ ہے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا جو تمہیں گھیر لے گا۔'' (ھود: 84)

ایک تو ہوتا ہے کہ انتہائی مجبوری میں کسی نے ناجائز کھا لیا تو شاید اللہ معاف کردے لیکن قوم شعیب ایک انٹرنیشنل مارکیٹ کی مالک تھی اور انتہائی خوشحال تھی، اس کے باوجود وہ محض زیادہ کمانے کے لالچ میں ناپ تول میں کمی کر رہی تھی۔ اللہ نے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا لیکن انہوں نے اس کی بھی نافرمانی اور بالآخر ہلاکت سے دوچار ہوئی۔

حضرت موسیٰؑ قوم فرعون کی طرف بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا:

''کہ جاؤ فرعون کے پاس، وہ بہت سرکش ہوگیا ہے اور اسے کہو کہ کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے؟ اور میں تمہاری راہنمائی کروں تمہارے رب کی طرف تاکہ تمہارے اندر خشیت پیدا ہو؟ تو موسیٰؑ نے اس کو دکھائی بہت بڑی نشانی۔ لیکن اُس نے جھٹلا دیا اور نافرمانی کی۔ پھر وہ پلٹا بھاگ دوڑ کرنے کے لیے۔ پھر اس نے (اپنی رعیت کو) جمع کیا اور اعلان کیا۔ پس کہا کہ میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب! تو پکڑ لیا اس کو اللہ نے آخرت اور دنیا

کی سزا میں۔ یقیناً اس میں عبرت ہے اس کے لیے جو ڈرتا ہے۔'' (النازعات: 17تا26)

فرعون سے آزادی ملنے کے بعد اب چاہیے تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل اللہ کی شکر گزاری اور اپنے نبی کی اطاعت کرتے مگر انہوں نے قدم قدم پر نافرمانیاں کیں۔ اللہ کا حکم تھا کہ فلسطین میں داخل ہو جاؤ اور وہاں جا کر اللہ کے دین کو نافذ کرو۔ لیکن بنی اسرائیل نے لڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے بے زاری کا اظہار کیا اور اللہ سے التجا کی: اے اللہ! میرا اختیار اپنے اور اپنے بھائی پر ہے۔ باقی اس نافرمان قوم اور ہمارے درمیان تفریق ڈال دے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ اس کے کافی عرصہ بعد ان کے خلیفہ یوشع بن نون علیہ السلام، جو نبی بھی تھے انہوں نے جہاد کیا اور فلسطین کو فتح کرنے کے بعد وہاں تورات کے احکام کو نافذ کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت ایک پل کی ہے۔ ان کا کردار سورۃ الصف میں ان الفاظ میں آیا ہے کہ:

''اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، میں تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں اُس کی جو میرے سامنے موجود ہے تورات میں سے اور بشارت دیتا ہوا ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے، ان کا نام احمد (ﷺ) ہوگا۔'' (الصف:6)

لیکن وہاں بھی بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ آپ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طریقے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا اور اسی حواری کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنا دی جس نے آپؑ کی مخبری کی تھی اور وہی سولی چڑھ گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو تو بھیجا ہی اس لیے گیا تھا کہ جو دین انہیں عطا کیا گیا ہے اس کو تمام نظام زندگی پر غالب کیا جائے۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ کے لیے راہنمائی قرآن مجید تھی جو کہ الھدیٰ ہے لہٰذا آپ ﷺ نے اس راہنمائی کی روشنی میں بہت ہی قلیل عرصے میں اللہ کا دین غالب کر دیا۔ اب جب دین غالب ہوا، مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ حکمران بن گئے۔ پہلے دنیا میں حکمران بادشاہ ہوا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ نے حکمران بننے کے بعد نہ اپنے لیے کوئی محل بنایا، نہ کوئی پوشاک بنائی، نہ کوئی خاص سواری آپ ﷺ نے استعمال کرنی شروع کی اور نہ کوئی تاج بنوایا کیونکہ آپ ﷺ کی اصل حیثیت اللہ کے رسول ﷺ کی تھی لہٰذا آپ ﷺ کی زندگی ہر انسان کے لیے ایک اُسوہ تھی اور آپ کی اطاعت واجب تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو اب ذمہ داری حضرت ابوبکرؓ کے کندھوں پر آ گئی۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پہلے امیر تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے لیے یہ ٹائٹل اختیار نہیں کیا بلکہ ان کا ٹائٹل تھا: خلیفۃ رسول اللہ ﷺ۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے خلیفہ۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے خلیفۃ خلیفۃ رسول اللہ ﷺ کہنا شروع کیا، یعنی اللہ کے رسول کے خلیفہ کے خلیفہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح تو یہ ٹائٹل لمبے سے لمبا ہوتا جائے گا لہٰذا آپؓ نے اپنے لیے امیر المومنین کا ٹائٹل اختیار کیا۔ اب خلیفہ کے انتخاب کے لیے مسلمانوں میں باہم مشاورت ہوتی تھی اور اس کے بعد کسی ایک آدمی پر اتفاق کر لیا جاتا تھا اور اس کے بعد سب لوگ اس کی بیعت کرتے تھے۔

ہمارے ہاں پہلے نمائندوں کا چناؤ ہوتا ہے، پھر ایوان میں وزیراعظم کا انتخاب ووٹنگ کے ذریعے ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ آئین کا حلف اُٹھاتے ہیں کہ میں اس آئین کی پاسداری کروں گا اور یہ ذمہ داریاں میں پوری کروں گا۔ لیکن مسلمانوں کے خلفاء کی امارت بیعت کے ذریعے قائم ہوئی۔ جس کی مسلمانوں نے بیعت کر لی وہ خلیفہ قرار دیے گئے۔ اس بیعت کے الفاظ بخاری و مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں۔ آپؓ وہ خوش قسمت صحابی ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر ہونے والی تمام بیعتوں میں شرکت کی۔ انہوں نے بیعت کے الفاظ خود بیان کیے:

﴿بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَعَلٰی اَثَرَۃٍ

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بانیٔ تنظیم:
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

امیر تنظیم:
حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

تنظیمِ اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ ''ہم نے بیعت کی اللہ کے رسول ﷺ سے اس بات پر کہ آپ ﷺ کا ہر حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے تنگی اور سختی میں بھی اور آسانی میں بھی، طبیعت کی آمادگی کی صورت میں بھی اور طبیعت پر جبر کرنا پڑا تب بھی۔ اور چاہے آپ ﷺ دوسروں کو ہم پر ترجیح دے دیں۔ اور جس کو بھی آپ ﷺ امیر بنا دیں گے اس سے جھگڑیں گے نہیں۔ اور یہ کہ ہم حق بات ضرور کہیں گے جہاں کہیں بھی ہوں اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے۔'' (بخاری و مسلم)

جس نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیا اُس پر آپ ﷺ کی اطاعت خود بخود واجب ہوگئی تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیعت کی کیا ضرورت تھی؟ دراصل مذکورہ بالا بیعت بارہ نقباء کی بیعت تھی۔ بیعت کے الفاظ پر ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ:

1۔ خوشی ہو یا غم، تنگی ہو یا راحت ہر صورت میں امیر کی اطاعت کرنا ہے۔ آپ صبح روز آٹھ بجے دفتر جاتے ہیں لیکن اتوار کا دن آپ کے آرام کا دن ہوتا ہے۔ لیکن کوئی آپ کو اتوار کے دن کہے کہ آٹھ بجے فلاں جگہ پہنچنا ہے تو یہ بات آپ کو بہت مشکل لگے گی۔ لیکن امیر کی بیعت اسی بات پر تقاضا کر رہی ہے کہ چاہے آپ تنگی محسوس کریں یا تکلیف لیکن آپ کو ہر حال میں امیر کی اطاعت کرنا ہوگی۔

2۔ یہ بات انسان کے مزاج میں شامل ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہی بہترین سمجھتا ہے۔ خواہ زبان سے نہ کہیں لیکن دل ہی دل میں ہمیں لازمی زعم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہمارے جیسا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ انسانی نفسیات کے سب سے بڑے ماہر تھے لہٰذا آپ ﷺ نے اس بیعت میں اس چیز کو بھی لازمی شامل کیا کہ ﴿وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا﴾ ''اور چاہے آپ ﷺ دوسروں کو ہم پر ترجیح دے دیں''، یعنی ہم یہ نہیں کہیں گے کہ آپ ﷺ نے ایک نووارد نوجوان کو ہم پر امیر کیوں بنا دیا؟ ہم آپ ﷺ کے پرانے خدمت گار اور جان نثار ساتھی ہیں ہم پر اس نوجوان کو کیوں امیر بنا دیا؟ آپ ﷺ کا اختیار ہوگا جو چاہیں فیصلہ کریں۔

3۔ ﴿وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ﴾ ''اور جس کو بھی آپ ﷺ امیر بنا دیں گے اس سے جھگڑیں گے نہیں۔''

ہم پانچ وقت نماز با جماعت پڑھتے ہیں اس میں ہم ہی میں سے ایک آدمی ہمارا امام ہوتا ہے۔ وہ بھی انسان ہے۔ فرض کریں اگر دوسری رکعت میں بیٹھنا بھول جائے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو ہمیں چاہیے کہ سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ کر اُسے مطلع کر دیں لیکن اگر امام توجہ نہ کریں تو ہم پر امام کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ میں تو حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی پڑھوں گا اور جلدی سے قعدہ کر کے التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، امام کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ نماز کے اختتام پر امام پر اُس کی غلطی احسن طریقے سے واضح کر دی جائے تاکہ نماز لوٹائی جائے۔ اسی طرح دینی جماعت کے دیگر معاملات میں بھی امیر کو فالو کیا جائے گا۔ کیونکہ جو مقرر کردہ امیر ہوتا ہے اصل اطاعت اسی کی ہوتی ہے۔

4۔ ﴿وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ ''اور یہ کہ ہم حق بات ضرور کہیں گے جہاں کہیں بھی ہوں اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں کریں گے۔''

امیر کی اطاعت واجب ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ آپ کسی بات میں اختلاف ہی نہ کریں بلکہ جہاں آپ دیکھیں کہ وہ شریعت کے منافی حکم دے رہا ہے تو اس سے اختلاف کریں لیکن شریعت کے تقاضوں کے مطابق کریں۔ اسی طرح اپنی جو رائے ہو اور اپنے نزدیک جو حق بات ہو وہ ضرور کہیں۔ اس لیے زبانیں بند نہ کریں کہ لوگ کیا کہیں گے۔

غزوۂ بدر کے تیرہ ماہ کے بعد غزوۂ احد ہوا۔ جب میدان احد میں آپ ﷺ پہنچے تو آپ ﷺ نے میدان جنگ کا جائزہ لیا۔ محسوس ہوا کہ یہ بڑا پہاڑ ہمارے پیچھے ہے لیکن ایک چھوٹی پہاڑی پر ہمیں اپنا کوئی دستہ کھڑا کرنا چاہیے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے وہاں پچاس تیرانداز کھڑے کیے اور فرمایا کہ تم یہاں سے نہ ہلنا خواہ تم دیکھو کہ ہم سب شہید ہوگئے ہیں اور پرندے ہماری بوٹیاں نوچ رہے ہیں۔ لیکن جب پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی تو درے میں موجود صحابہؓ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس دستے کے کمانڈر نے کہا کہ ہمیں یہاں سے نہیں ہلنا چاہیے لیکن تیراندازوں کی اکثریت نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو کہا تھا کہ ہم سب ہار جائیں، شہید ہو جائیں تب یہاں سے نہ ہلنا لیکن اب تو فتح ہوگئی ہے جنگ ہی ختم ہوگئی ہے تو خواہ مخواہ یہاں رہنے کا کیا فائدہ ہے۔ گویا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اپنے طور پر تاویل کی اور تقریباً 35 صحابہؓ درے سے نیچے اُتر گئے جس کے نتیجے میں جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور بہت سے صحابہؓ شہید ہوگئے۔ لیکن کسی سیرت کی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ ان صحابہؓ کی جواب طلبی ہوئی۔ اس لیے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اپنی طور پر جو تاویل کی تھی اس میں وہ سچے تھے اور جنہوں نے دوسری تاویل کی وہ بھی سچے تھے۔ لہٰذا اللہ نے بھی ان کو معاف کر دیا اور اسی کے ذیل میں فرمایا:

''(اے نبی ﷺ) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بہت نرم ہیں۔ اور اگر آپؐ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپؐ کے اردگرد سے منتشر ہو جاتے۔'' (آل عمران 159)

معلوم ہوا کہ امیر کو بھی اپنے ماتحتوں کے حق میں رحم دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے ورنہ جماعت میں انتشار کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اسی لیے یہاں تین ہدایات دی گئیں:

(1) پس آپ ان سے درگزر کریں۔ (2) اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں (3) اور معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہیں۔ پھر جب آپ فیصلہ کر لیں تو اب اللہ پر توکل کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یہ نبی اکرم ﷺ کا خاص حکم ہے کہ ہر معاملے میں مشورہ ضرور کیا کرو خواہ ایک مسلمان سے ہی کرو، آپ ﷺ خود بھی صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے تھے۔ لہٰذا امیر کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرے، پھر جب رائے بن جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کریں۔ بالفرض آپ کا فیصلہ غلط بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس فیصلے میں سے صحیح نتائج برآمد کر سکتا ہے۔ فیصلہ کرنے سے پہلے آپ استخارہ بھی کر لیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح رائے تک پہنچا دے لیکن اصل بات یہ ہے کہ فیصلہ کرنا امیر کا اختیار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری دی ہے۔ کسی بھی دینی جماعت میں فیصلہ امیر کرے گا تو گاڑی سیدھی چلے گی۔ ہمارے دین میں بیعت کا نظام ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ مشورہ نہ کریں۔ ہماری چودہ سو سالہ تاریخ میں جب تک خلافت کا نظام قائم رہا ہے ہر خلیفہ کی بیعت ہوتی رہی ہے۔ 1924ء میں جب خلافت ختم ہوگئی تو اس کے بعد بھی جتنی بھی تحریکیں خلافت کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے اٹھی ہیں ان میں سے بھی اکثر بیعت کی بنیاد پر اٹھی ہیں۔ حسن البناء کی تحریک، سعید نورسی کی تحریک اور تنظیم اسلامی وغیرہ سب بیعت کی بنیاد پر قائم ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بیعت کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆

خطاب بہ جاوید

22

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

72 سرِّ دیں صدقِ مقال، اکلِ حلال | خلوت و جلوت تماشائے جمال!

(اے جانِ پدر!) دین کی حقیقت (خداشناسی اور خود شناسی کا حاصل) سچ بولنے اور حلال کمانے اور کھانے میں ہے (اور یوں) خودی (خودشناسی سے اُٹھ کر) خدا شناسی اور معرفت ربّ کو پا لیتی ہے (جلوت وخلوت میں خدا کا قرب حاصل کر لیتی ہے)

73 در رہِ دیں سخت چوں الماس زی | دل بحق بربند و بے وسواس زی!

(خدا شناسی اور خود شناسی کے ساتھ یعنی دین کے راستے میں) زندگی گزارنا چاہتے ہو تو دنیا میں ہیرے کی طرح سخت جان (لوہے کا چنا) بن جاؤ اور اپنا دل صرف اللہ سے لگاؤ (غیر اللہ یعنی مغربی استعمار اور اس کے ہتھکنڈوں، نظام تعلیم اور میڈیا سے) بے نیاز ہوکر زندگی گزارو

74 سرّے از اسرارِ دیں بر گویمت | داستانے از مظفر گویمت

(اے جانِ من!) میں تجھے دین یعنی خداشناسی کی زندگی کے رازوں میں سے ایک راز بتاتا ہوں اور ماضی قریب کے ایک خدا شناس حکمران مظفر بیگڑہ کی کہانی سناتا ہوں (جس سے فرنگی استعمار کی حکومت کی خرابیاں تجھ پر عیاں ہوں گی)

72۔ ذاتی اصلاح کے لیے مذہب ہے اس سے اچھے انسان وجود میں آتے ہیں جبکہ خلافتِ آدم کے حصول کے لیے ریاست درکار ہے۔ آج کے خودساختہ دانشوروں نے مذہب وسیاست کو جدا کردیا ہے لہٰذا انسانی سیرت و کردار کی تعمیر ڈارون، فرائڈ، مارکس، میکڈوگل یا ارسطو اور افلاطون کے حوالے کردی گئی جس سے حیوان (BEAST) بن کر انسان نے ریاست کو ایک عفریت بنا دیا ہے۔ اسلام ایک دین ہے اور یہاں مذہب وسیاست میں علیحدگی نہیں ہے۔ اسی لیے اے پسر! دین کا تقاضا سچی بات کرنا اور اکلِ حلال کا اہتمام ہے۔ یہ سیرت و کردار بن جائے تو انسان خلوت وجلوت میں خدا کا قرب حاصل کرکے 'وصل' کی سی کیفیت کا سرور پالیتا ہے۔

73۔ خداشناسی اور خودشناسی کا راستہ ہی دین کا راستہ ہے۔ آج کا مغرب اس سعادت سے محروم ہے اور ان حقائق سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہے مغربی افکار و نظریات کی بالادستی کے اس دور میں خدا بے زار اور دین دشمنی کا دور دورہ ہے۔ اے پسر! اگر تم دین پر چلنے کا عزم رکھتے ہو تو اپنے موقف میں ہیرے کی طرح کی سختی پیدا کرو اور دوسروں کے لیے لوہے کا چنا بن جاؤ۔ اپنا دل صرف اللہ سے لگاؤ اور ماسویٰ اللہ سے کسی خوف یا نقصان کا اندیشہ دل سے نکال کر بے وسواس زندگی گزارو۔

74۔ عزیزِ من! میں تم سے دین کی گہری باتوں میں سے ایک بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ دل نرم، ضمیر زندہ اور فطرت پاکیزہ ہو تو بعض اوقات ایک دل گداز واقعہ یا بات بھی زندگی کا رُخ بدل سکتی ہے۔ یہ واقعہ سلطان مظفر کا ہے جو بیگڑہ ریاست کا حاکم تھا ❶۔ آج کے فرنگی سیکولر اور لبرل ماحول میں ایک آسودہ حال حکمران کا یہ واقعہ ایک ایسی حقیقت کی طرف اشارہ کررہا ہے جس سے آج کا مغربی انسان محروم ہے اور افسوس کہ اپنے مغربی نظامِ تعلیم اور اخلاقی اقدار کی حد درجہ گراوٹ کی وجہ سے آج ہمارا انسانی شعور اس اعلیٰ درجہ کو سمجھنے سے بھی قاصر ہے ❷۔ اس واقعہ سے اسلام کے غلبے کے دور کی اشرافیہ اور ان کے معیارات، ترجیحات، دلچسپیاں اور مشاغل سامنے آئیں گے جس طرزِ زندگی اور اقدار کی طرف آج کے مسلمان نوجوانوں کو لوٹنا ہے۔

---

❶ سلطان مظفر شاہ بیگڑہ (وفات 1411ء)

Muzaffar Shah I, born Zafar Khan, was a ruler of the Muzaffarid dynasty, who reigned over the Gujarat Sultanate from 1391 to 1403 and later again from 1404 to 1411. Appointed as the governor of Gujarat by Tughluq of Delhi sultanate, he declared independence and founded the Gujarat Sultanate when there was a chaos in Delhi following Timur's invasion. He was disposed by his ambitious son Tatar Khan but he regained shortly the throne when he died.
(Wikipedia.org/wiki/muzaffar_shah_l)

❷ کرمِ کتابی

شنیدم شبے در کتب خانۂ من
بہ پروانہ می گفت کرمِ کتابی
باوراق سینا نشیمن گرفتم
بسے دیدم از نسخۂ فاریابی
نفہمیدہ ام حکمتِ زندگی را
ہماں تیرہ روزم ز بے آفتابی
نکو گفت پروانۂ نیم سوزے
کہ ایں نکتہ را درکتابے نیابی
تپش می کند زندہ تر زندگی را
تپش می دہد بال و پر زندگی را

علامہ اقبال

کرمِ کتابی: مغربی علوم کے ماہرین۔ پروانہ: مردِ مومن

اگر عمران خان نے پسپائی اختیار کی تو ان کی سیاسی موت کے ساتھ ساتھ پاکستان اور عالم اسلام کو بھی شدید نقصان پہنچے گا: ایوب بیگ مرزا

حزب اللہ کے مقابلے میں حزب الشیطان بھی دنیا میں بہت سرگرم ہے۔ اقوام متحدہ کا قیام اُن کی ایسی ہی سرگرمیوں کا حصہ ہے: رضاء الحق

عمران خان کا خطاب بہت اچھا تھا، لیکن اب اُنہیں پاکستان میں اسلام کے حوالے سے اقدامات کرنے چاہئیں: آصف حمید

وزیر اعظم کی تقریر کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: وزیراعظم عمران خان کی جنرل اسمبلی میں تقریر پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: وزیراعظم عمران خان نے یواین او میں چار نکات پر گفتگو کی ہے لیکن ایک اسلامی جماعت کے نمائندے کی حیثیت سے مجھے جو بات بہت اہم اور اچھی لگی ہے، وہ یہ ہے کہ انہوں نے ناموس رسالت ﷺ، حجاب اور اسلاموفوبیا پر بہت کھل کر بات کی ہے۔ اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے کا جو بیانیہ مغرب کا تھا اس کی جس طرح وزیراعظم نے دھجیاں اُڑائی ہیں وہ میرے لیے بہت اہم ہے۔ انہوں نے کشمیریوں کا سفیر بننے کا جو دعویٰ کیا تھا' اس کا حق ادا کرنا قابل تحسین ہے۔ انہوں نے درست کہا کہ اصل میں مغرب مذہب سے قلبی تعلق ہی نہیں رکھتا، نہ اس پر سوچتا ہے۔ وہ جانتا ہی نہیں ہے کہ مسلمانوں کا اپنے نبی پاک ﷺ سے کیا تعلق ہے۔ ملعون سلمان رشدی نے نبی اکرم ﷺ کی توہین پر کتاب لکھی لیکن مغرب اس شخص کو بہت بڑی اہمیت دیتا ہے۔ پھر بار بار گستاخانہ خاکے بن رہے ہیں...... حالانکہ مغرب کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے دل میں بستے ہیں۔ انہوں نے لندن میں اپنے طویل قیام کے تناظر میں بتایا کہ اس میں امت مسلمہ کا اپنا قصور بھی ہے کہ انہوں نے مغرب کو یہ بات کھل کر بتائی ہی نہیں ہے کہ ایک مسلمان کا اپنے نبی آخرالزماں ﷺ سے کیا تعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہولوکاسٹ پر تنقید کرنا جائز نہیں سمجھتے، ٹھیک ہے یہ آپ کا مسئلہ ہے۔ لیکن اگر اس پر بات نہیں کی جاسکتی تو پھر ناموس رسالت ﷺ پر کیوں اجازت دی جاتی ہے کہ بے باکی سے بکواس کی جائے؟ وہاں پر آپ کے قوانین کہاں چلے جاتے ہیں؟ اگر آپ کے لیے ہولوکاسٹ اتنا مقدس ہے تو ہمارے لیے نبی اکرم ﷺ اس سے کہیں بڑھ کر مقدس ہیں جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کے خلاف اگر کوئی بات کرے تو مسلمانوں کو بہت زیادہ اذیت پہنچتی ہے۔ پھر حجاب کے مسئلے پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ کے ہاں کم لباس پہننے پر تو کوئی تنقید نہیں ہوتی لیکن حجاب پر آپ تنقید کرتے ہیں۔ آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ خواتین کے حجاب پر تنقید کریں۔ پھر نائن الیون کے بعد اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جو جوڑ دیا گیا تھا' انہوں نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس کا تیاپانچہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی قریب سب سے زیادہ خودکش حملے تامل ٹائیگرز نے کیے' کیا آپ نے یہ کہا کہ وہ ہندو دہشت گرد ہیں یا ہندوازم دہشت گردی ہے؟ پھر انہوں نے اسلامی تاریخ سے مثالیں پیش کر کے بتایا کہ اسلامی نظام میں کس طرح خواتین اور غلام کو حیثیت دی گئی اور اسلامی عدلیہ کی کیا حیثیت تھی، قانون کی کتنی بالادستی تھی اور کس طرح خلیفۂ وقت اپنی عدالت میں ایک یہودی سے مقدمہ ہار گئے۔ یعنی اسلام ایسا منصفانہ دین ہے، عدل اجتماعی کا دین ہے جو رنگ، نسل، مذہب کو نہیں دیکھتا بلکہ اسلام ہر لحاظ سے قانون کی بالادستی چاہتا ہے۔ لہٰذا آپ نے اسلام کے خلاف میڈیا میں جو پروپیگنڈا مہم چلائی ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ بات کلیئر ہو جائے کہ اسلام دہشت گرد مذہب نہیں ہے بلکہ کوئی بھی مذہب دہشت گرد نہیں ہوتا۔ دہشت گردی کیا ہے؟ آپ اپنی بربریت، درندگی، غیرانسانی رویے اور اپنے ظلم وستم سے کسی کو دیوار سے لگا لیتے ہیں، آپ کسی کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں، آپ کسی کا سانس روک دیتے ہیں تو وہ بندوق اٹھائے تو دہشت گرد وہ نہیں بلکہ جنہوں نے یہ سارے اسباب پیدا کیے اصل دہشت گرد وہ ہیں۔ اس میں ان فیکٹریوں کا قصور ہے جو دہشت گرد پروڈیوس کرتی ہیں۔ لہٰذا زیادتی ریاستی سطح پر ہے۔ ریاست اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے دوسرے مذاہب اور دوسری اقوام کو اتنی بری طرح کچلتی ہیں کہ مظلوموں کے پاس کوئی اور راستہ رہتا ہی نہیں۔

رضاء الحق: جنرل اسمبلی کے اس سیشن میں گلوبل وارمنگ کے ایشوز پر تقاریر تھیں کیونکہ یہی اس اجلاس کا بنیادی ایجنڈا تھا۔ اس کے علاوہ ایجنڈے میں یہ بھی شامل تھا کہ کس نے اپنی ملکی ترقی کے لیے کیا کیا؟ جس پر مودی نے بھی تقریر کی۔ یہ ساری باتیں سیٹس کو کی ہیں۔ اس وقت جو ورلڈ آرڈر چل رہا ہے اس کی طرف سے طے شدہ تھا کہ اس اجلاس میں ان چیزوں کے اوپر بات ہوگی۔ لیکن وزیراعظم عمران خان نے عالمی سامراج کی رول بک کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ وقت بھی خوب لیا اور بڑے مدلل انداز میں چار نکات پر بات کی۔ البتہ آغاز گلوبل وارمنگ پر بات سے ہی کیا کہ پاکستان اس حوالے سے کیا اقدامات کر رہا ہے۔ اس کے بعد منی لانڈرنگ کا ایشو کہ امیر ممالک غریب ممالک کا کس طرح استحصال کرتے ہیں اور بالخصوص کرپشن کے ایشو پر بات کی۔ یہ دو ایشو عالمی اسٹیبلشمنٹ جنرل اسمبلی میں زیر بحث لانا چاہتی تھی۔ لیکن عمران خان نے مسئلہ کشمیر اور اسلاموفوبیا پر بھی بات کی۔ انہوں نے کشمیر میں بھارتی عزائم اور مظالم کو بہت خوبصورت طریقے سے بے نقاب کیا۔ خاص طور پر ان بھارتی مظالم اور عزائم کے پیچھے آر ایس ایس کا جو نظریہ کارفرما ہے اس کو دنیا کے سامنے لے کر آئے اور بتایا کہ بی جے پی آر ایس ایس کا

سیاسی ونگ ہے جبکہ خود آر ایس ایس عسکری ونگ ہے اور نریندر مودی آر ایس ایس کا لائف ٹائم ممبر ہے۔ مودی اور آر ایس ایس کی فلاسفی کس طرح مغرب کے ساتھ جا کر ملتی ہے اس کو بھی انہوں نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا کہ RSS ہٹلر سے متاثر ہو کر بنائی گئی تھی۔ یہ تقریر شاید عرب ممالک میں اتنی نہ سمجھی جا سکے جتنی یورپ، امریکہ، اسرائیل اور انڈیا میں سمجھی جا سکے گی۔ کیونکہ انہوں نے یہ پوری تاریخ دیکھی ہوئی ہے کہ کس طرح ہٹلر نے نسل پرستی کی بنیاد پر چیکوسلواکیہ پر قبضہ کیا جس کے نتیجے میں جنگ عظیم دوئم شروع ہوئی اور اس نے دنیا کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ وزیر اعظم نے وارننگ دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس کو دھمکی نہ سمجھا جائے کہ اگر آج انڈیا کو کشمیر میں مظالم سے روکا نہ گیا تو پھر نتائج کی ذمہ داری اقوام متحدہ پر ہوگی کیونکہ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے چارٹر میں شامل ہے اور اس حوالے سے اقوام متحدہ کی قراردادیں بھی موجود ہیں۔ گویا انہوں نے یو این او کو کال آؤٹ کیا کہ تمہیں دنیا کی ایک بڑی مارکیٹ نظر آتی ہے لیکن تمہیں وہاں کشمیر میں انسان نظر نہیں آتے جن کے اوپر ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ آج یو این او کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ تم دنیوی منفعتوں کے ساتھ کھڑے ہو یا انسانیت کے ساتھ ہو۔ کیونکہ ظاہری طور پر اقوام متحدہ کے فورم سے یہ بات آتی ہے کہ ہم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو پھر ایسی ریاستوں کو روکنا ہوگا جو بدامنی کی وجہ بنتی ہیں۔

آصف حمید: جب میں عمران خان کی تقریر سن رہا تھا تو ذہن میں یہی تھا کہ ''تیری آواز مکہ مدینے'' یعنی جو تم کہہ رہے ہو اللہ کرے تمہارے اندر بھی وہی ہو۔ پھر میرے ذہن میں یہ حدیث آئی کہ ((انما الاعمال بالنیات)) نیتوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن اعمال ظاہر کرتے ہیں کہ نیت کیا ہے۔ اُن کے اس خطاب کو میں اچھا سمجھتا ہوں لیکن جب میں نے ان کی حکومت کا جائزہ لیا تو یہ لگا کہ ان کی حکومت کے تحت جو حرکتیں ہو رہی ہیں وہ ان کی تقریر سے وارہ نہیں کھا رہیں۔ اس حوالے سے مختلف نکات میرے ذہن میں آئے۔ ایک جب آپ پچھلی مرتبہ امریکہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے حافظ سعید کو کیوں نظر بند کیا تھا؟ پھر تقریر میں دین کا درس بہت اچھا دیا لیکن آپ کی پوری الیکشن مہم میں ناچ گانے تو بہت زیادہ تھے۔ پھر UET نے پابندی لگائی کہ کینٹین میں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے نہیں بیٹھیں گے لیکن اسی شام وہ پابندی والا آرڈیننس واپس ہوا۔ آپ باہر کے ملک میں حجاب کی بات کر رہے ہیں لیکن یہ آپ کے ملک میں آپ کی حکومت میں ہوا۔ پھر کے پی کے میں آرڈیننس آیا کہ سکول کی بچیاں عبایہ یا سکارف پہنیں گی لیکن اسی شام یہ آرڈیننس واپس ہوا۔ یہ ستر و حجاب کے احکامات اللہ و رسول ﷺ کے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان نے بہت اچھی باتیں کہیں اور میرا دل گواہی دیتا ہے اُن کی نیت بھی ٹھیک ہوگی لیکن ان کے اردگرد جو لوگ ہیں وہ تو دین کے خلاف باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی ان کی باتیں بالکل ٹھیک ہیں لیکن ان کی حکومت کے لوگ ان کے خلاف عمل کر رہے ہیں جو کہ بہت بڑا عملی تضاد ہے۔ سود اللہ و رسول ﷺ کے خلاف کھلی جنگ ہے لیکن ان کی حکومت میں سود کے ریٹ بڑھ گئے ہیں۔ کہاں گیا آپ کا ریاست مدینہ کا تصور؟ لا الٰہ الا اللہ یہاں کیوں نظر نہیں آ رہا؟ پاکستان میں اس وقت ہم سیکولرازم کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عمران خان مخلص ہیں لیکن ان کے ساتھی بدقسمتی سے دین کے ساتھ اتنے مخلص نہیں ہیں جتنے وہ خود ہیں۔ ہم عمران خان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو باتیں آپ نے کی ہیں وہ بالکل درست ہیں اور آپ ان کو پاکستان میں نافذ کریں۔ ''Let it a start'' اگر پاکستان میں اللہ و رسول ﷺ کے احکامات کو توڑا جا رہا ہے تو یہ بہت بڑی عملی توہین ہے۔ ہم آپ کی آخرت کے خیر خواہ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو کی سیکیورٹی کونسل والی تقریر بہت مشہور ہوئی تھی اور یہ تقریر بھی بہت بڑا لینڈ مارک ہوگی مگر اصل ضرورت عمل کی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آصف حمید صاحب نے جو باتیں کی ہیں وہ صد فیصد درست ہیں۔ اصل میں یہ بات پہلے اس لیے نہیں ہوئی کہ اس وقت موضوع وزیر اعظم کا خطاب تھا۔ بہر حال میں بھی چاہتا تھا کہ بات کروں کہ داخلی سطح پر بھی صورت حال بہتر ہو جتنی خارجی سطح پر ہے۔ عمران خان کی ایک سالہ حکومت خارجی سطح پر بہت کامیاب ہے لیکن داخلی سطح پر اس کی کارکردگی بہت مایوس کن ہے۔

سوال: اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں عمران خان کی تقریر گلوبل پالیسی سازی پر کتنا اثر انداز ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں اگر کوئی چیز اثر انداز ہوگی تو وہ عارضی ہوگی۔ کیونکہ مغربی میڈیا کا رخ متعین ہوتا ہے۔ انہیں اپنے ملک کی ساکھ رکھنی ہوتی ہے لیکن ان کا اصل ہدف ملکی مفاد ہوتا ہے۔ لیکن امریکہ، اسرائیل اور بھارت جیسی بڑی عالمی طاقتوں کا اصل ہدف صرف اسلام ہے۔ اسلام کو نیست و نابود کرنا ان کی طے شدہ پالیسی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسی میں ان کا مفاد ہے۔ لہٰذا عمران خان نے جو بات کی ہے اس کا وقتی طور پر اثر ہوگا لیکن کیا نیتن یاہو یا مودی اپنی پالیسی تبدیل کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن کی تقریر سے وہ یہ تاثر لیں گے کہ پاکستان میں اب ایک ایسا حکمران آ گیا ہے جو ہمارے راستے میں حائل ہو رہا ہے، جو ان کی ڈکٹیشن لینے کو تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ایک انٹرویو میں جب اُن سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ اسرائیل کو تسلیم کریں گے؟ تو وزیر اعظم عمران خان نے بڑے مضحکہ خیز انداز میں جواب دیا کہ میری کیا حیثیت ہے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے بارے میں' پاکستان کے بانی فیصلہ کر چکے ہیں' میرا بھی وہی فیصلہ ہے۔ لہٰذا نہ تو اسرائیل ان باتوں کا اثر لے گا اور نہ ہی بھارت کہ جس کے بارے میں وزیر اعظم نے کہا کہ تم کشمیری مسلمانوں کو بند کر کے ہندوستان کے مسلمانوں کو کیسے مطمئن کر سکو گے؟ دوسرے معنی میں انڈیا کہہ سکتا ہے کہ یہ ہماری آبادی کو انگیخت کر رہا ہے، ہمارے خلاف بغاوت کروا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس تقریر کے بعد پاکستان اور خاص طور پر عمران خان کی مخالفت میں اضافہ ہوگا اور یہود و ہنود کی پالیسی میں سختی آئے گی۔ لیکن بہرحال عمران خان فیصلہ کر چکا ہے کہ اب ہمیں یہ مقابلہ کرنا ہے کیونکہ ہمارے پاس دوسرا کوئی حل نہیں ہے اور دنیا کو بھی پتا چل گیا ہے کہ اب یہ ٹکراؤ لازمی ہوگا۔ لیکن خدانخواستہ اگر عمران خان پسپائی اختیار کرتے ہیں تو ان کی سیاسی موت تو ہوگی لیکن اس سے پاکستان اور عالم اسلام کو بھی شدید نقصان پہنچے گا۔

آصف حمید: اگر ہم یو این او کی تاریخ کا جائزہ لیں تو ہمیں کوئی منصفانہ فیصلہ نظر نہیں آتا، بالخصوص مسلمانوں کے حق میں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ کشمیر، فلسطین، چیچنیا، برما وغیرہ کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ان کے حوالے سے UNO بالکل خاموشی اختیار کرتی ہے۔ جب مسلمانوں کا خون بہہ چکا ہوتا ہے اس کے بعد پھر واجبی سی مذمت سامنے آتی ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ﴾ ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دلی دوست (حمایتی اور پشت پناہ) نہ بناؤ۔'' (المائدۃ:51) جس کتاب کو ہم وضو کر کے ہاتھ لگاتے ہیں اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ پھر اقبال نے کہا:

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نا اُمیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

یو این او ایک بت ہے۔ ٹھیک ہے آپ نے وہاں

اپنا موقف بیان کیا ہے لیکن اس سے خیر کی امید لگا نہیں سکتے۔ عمران خان نے وہاں جا کر پوری دنیا کو گواہ بنا دیا جو بہت ٹھیک کیا اور اس سے زیادہ ہم یو این او سے کوئی توقع نہیں رکھ سکتے۔ اب کرنا کیا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

اصل بات یہ ہے کہ جیسے عمران خان نے اس تقریر میں کہا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ کہنے والے لوگ ہیں تو اگر یہ بات دل سے نکلی تھی تو آج ہمیں اس کو عملی جامہ پہنانا چاہیے۔ یعنی اللہ کے ساتھ تعلق جوڑیں اور ان لوگوں سے امیدیں چھوڑیں، تمام امیدیں اللہ سے لگائیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:
﴿وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۳۹﴾ ''اور تم ہی سربلند ہو گے اگر تم مومن ہوئے۔'' (آل عمران)

اس پر ہمارا ایمان ویقین ہو۔ لیکن ہم اس میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:
﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا﴾ ''مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولؐ پر پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے'' (الحجرات:15)

آج ہمیں اس شک کی کیفیت سے نکلنا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے survival کا مسئلہ ہے۔ کشمیر پر جنگ ہو یا نہ ہو پانی پر جنگ ہونی ہے کیونکہ یہاں آگے جا کے پانی کا بحران آ رہا ہے۔ یہ سب اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے۔ خان صاحب اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائیں جو جائزہ لے کہ ہم نے کن اعمال سے اللہ کو ناراض کیا ہوا ہے، ان اعمال کو چھوڑ دیں اور اللہ کی طرف لوٹیں۔ پھر اُمت مسلمہ کو متحد کریں۔ اگر اللہ ہمارے ساتھ نہیں تو پھر کون ہماری مدد کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَـكُمۡ ۚ﴾ (آل عمران: 160) ''(اے مسلمانو! دیکھو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔''

خان صاحب کی تقریر سے مجھے بڑی امید ملی کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اللہ کا بندہ اس طرف بھی کچھ آگے بڑھے۔ لیکن مجھے یو این او یا او آئی سی سے کوئی امید نہیں۔

سوال: UNO کی جنرل اسمبلی کی حیثیت کیا ہے؟

رضاء الحق: یو این او کا اگر تاریخی طور پر جائزہ لیں تو یہ اس پس منظر میں بنائی گئی تھی کہ جب 1896ء میں ورلڈ ذائنسٹ آرگنائزیشن کے باقاعدہ اجلاس ہوئے تھے اور انہوں نے یہودی پروٹوکولز طے کیے تھے کہ ہم نے آئندہ صدی میں کس طرح یہودیت کو پھیلانا ہے، کس طرح ایک یہودی ریاست کا قیام عمل میں لانا ہے، اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے دیگر اقوام کو کیسے استعمال کیا جائے گا، کون کون سی جنگیں کروائی جائیں گی؟ تو اس کے بعد بیسویں صدی کے پہلے اور دوسرے عشرہ کے دوران دنیا کے 5 بڑے تھنک ٹینک وجود میں آئے۔ سب سے پہلے کارنیگی 1910ء میں بنا۔ 1916ء میں وڈرو ویلسن سنٹر اور بروکنگز انسٹیٹیوٹ دونوں بنے۔ پھر 1920ء میں ایک بہت اہم تھنک ٹینک بنا جس کا نام چیٹم ہاؤس ہے لیکن آج کل اس کا نام نہیں لیا جاتا۔ یہ برطانیہ کا تھنک ٹینک ہے کیونکہ اس وقت سپر طاقت برطانیہ تھا۔ اسے رائیل انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز بھی کہتے ہیں۔ اس

> **کرفیو ہٹائے جانے کے بعد مقبوضہ کشمیر میں بہت خون خرابہ ہوگا اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جو بھارت سے سنبھالے نہیں جائیں گے۔**

کی سرپرست ملکہ برطانیہ ہے۔ چیٹم ہاؤس کے تحت یہ چیزیں سامنے آئیں کہ ایک ایسا فورم ہو جہاں تمام ممالک بیٹھ کر آپس میں بات چیت کریں۔ پھر 1921ء میں کونسل آف فارن ریلیشن تھنک ٹینک بنا۔ تاریخی لحاظ سے یہود ونصاریٰ ہمیشہ ایک دوسرے کے مخالف رہے ہیں لیکن بیسویں صدی میں پوپ کی ایما پر ان کی دوستی بننا شروع ہوئی۔ حالانکہ قرآن نے 14 سو سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔ صیہونی تحریک کا آغاز بھی بیسویں صدی میں ہوا اور اسی دورانیہ میں بالفور ڈیکلریشن بھی سامنے آیا۔ پھر پہلی جنگ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز بنائی گئی۔ پھر آگے چل کر وہ جرمنی میں ایسی حکومت لے کر آئے جس کی وجہ سے دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اسی جنگ کے اختتام پر اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آ گیا۔ اسی دوران اور بھی بہت ساری ایسی تناظیم بنیں جن میں رینڈ کارپوریشن بھی شامل ہے۔ معیشت کنٹرول کرنے کے لیے Bretton woods Accord کے نام سے معاہدہ کیا گیا جس کے تحت IMF اور World Bank بنے۔ لیکن دراصل یہ سارا کچھ ایک منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا تھا اور اسی منصوبہ بندی میں اسرائیل کا قیام بھی شامل تھا۔ لہٰذا تین سال بعد 1948ء میں اسرائیل قائم ہو گیا۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ سے بھی کام لیا گیا۔ اقوام متحدہ کو بنانے میں صیہونیوں اور Evangelists کا بہت بڑا رول ہے اور وہی اس کو لے کر آگے چلتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی اس کے اجلاس میں بہت اچھی تقریریں ہوتی رہی ہیں۔ اس سے پہلے ایرانی صدر احمدی نژاد اور فلسطینی راہنما یاسر عرفات نے بھی اسی فورم پر بہت عمدہ تقاریر کی تھیں۔ لیکن پھر ان کا رزلٹ کچھ نہیں ہوتا تھا کیونکہ جو طاقتیں دنیا کو اپنے ورلڈ آرڈر کے ذریعے چلا رہی ہیں وہ دنیا کے فیصلے کسی اور فورم پر کرتی ہیں۔ کسی زمانے میں سکیورٹی کونسل ایک فورم ہوا کرتا تھا اس کے پانچ مستقل ممبرز ہیں۔ سب سے آخری مرتبہ اس نے جو فیصلہ کیا تو وہ افغانستان پر حملے کا فیصلہ تھا۔ اس کے بعد عراق، لیبیا، شام وغیرہ کے معاملے میں امریکہ نے سکیورٹی کونسل کو کوئی اہمیت نہیں دی اور من مانی کر کے وہاں جنگ کی۔ اس وقت سکیورٹی کونسل بھی بالکل غیر موثر ہو چکی ہے۔ اب یہ فیصلے ایک پاور بلاکس کی صورت میں ہوتے ہیں۔ حقیقت میں تو صرف دو ہی پاور گروپس ہیں: حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ اس وقت حزب الشیطان ایک جگہ اکٹھا ہے اور اسی نے ہی اقوام متحدہ کو بنایا ہے۔ جب بنایا ہی انہوں نے ہے تو وہ اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے۔

سوال: مقبوضہ کشمیر میں کرفیو ہٹائے جانے کے بعد کیا صورت حال ہو سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: کشمیر میں تقریباً دو ماہ ہونے والے ہیں کرفیو لگا ہوا ہے۔ لوگوں کو اشیاء ضروریات میسر نہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ کرفیو کتنے دن اور چل سکے گا۔ اب تو مودی کے قلبی، ذہنی، فکری اور سٹریٹیجک پارٹنر نے بھی کہہ دیا ہے کہ کرفیو ہٹایا جائے۔ اب اس کے پاس اس کو ہٹانے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اگر وہ کرفیو ہٹاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ نوے فیصد لوگ متحرک ہو کر باہر نکلیں گے۔ پاکستان کو چاہیے کہ اب کرفیو ہٹانے کے لیے دباؤ ڈالے اور جب کرفیو ہٹے تو پہلے کی طرح سیاسی اور کشمیریوں کی اخلاقی مدد جاری رکھے۔ پھر وہ اس تحریک کو تیز تر کریں گے اور مودی بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں شور مچے گا۔ مجھے ایک امید کی کرن نظر آتی ہے کہ جو کچھ اس وقت انٹرنیشنل میڈیا مودی کے ساتھ کر رہا ہے عین ممکن ہے کہ وہ ایک راستہ نکال لے اور وہ راستہ ہے بھارتی سپریم کورٹ کا۔ پہلے ہی سپریم کورٹ (بقیہ صفحہ 13 پر)

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعوتِ دین کی ضرورت اور اس کا بہتر طریقہ

مولانا نثار احمد

دعوت دین کا کام انبیاء ورسل تک محدود نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری ہر زمان ومکان کے مسلمانوں اور علماء پر ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''میری بات دوسروں تک پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت اور ایک ہی بات ہو۔''
دوسری جگہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ نے تفصیل سے بین الاقوامی نظام امن وسیاست کے اصول کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: الا فلیبلغ الشاھد الغائب فرب مبلغ اوعی من سامع۔

''جو لوگ موجود ہیں وہ میری بات ان لوگوں تک پہنچادیں جو اس وقت موجود نہیں، ہوسکتا ہے کہ جس تک یہ بات پہنچے خود سننے والے سے زیادہ اسے محفوظ رکھنے والا ہو۔''

ہر کوئی جانتا ہے کہ دعوت دین کے ذرائع ووسائل بے شمار ہیں۔ مساجد وعبادت گاہیں دعوت کے اہم مراکز ہیں۔ غیر مسلموں میں یا مغربی ملکوں میں دعوت کا طریقہ مسلم ملکوں کے طریقہ سے مختلف ہے۔ حالات ومقامات اور افراد کے اعتبار سے اس کی صورتیں جداگانہ اختیار کی جاتی ہیں مگر ہر ایک کا مقصد اسلام کا پیغام اس انداز واسلوب میں دوسروں تک پہنچانا ہے جو دلوں پر اثر کر سکے، اس میں نرمی پیدا کر سکے، ان کی نفرتوں کو محبتوں میں تبدیل کر سکے۔ ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے لوگ متنفر ہوں، اسلام سے بدکیں اور اسے فرسودہ سمجھنے پر مجبور ہوں۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں نے اس فریضہ کو انجام دیا ہے اسی لیے ہر زمانہ میں مذہب اسلام پھلتا اور پھولتا رہا، اس میں اضافہ ہوتا رہا ہے، اس میں کبھی کمی نہیں آئی۔

ہمیں اس کا بھی بخوبی علم ہے کہ اسلام اور دین وایمان کے پھیلاؤ میں ذرائع ابلاغ کا بڑا اہم رول رہا ہے۔ ان ذرائع ابلاغ کی صورتیں ایک نہیں بلکہ اس کی صورتیں بے شمار ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کی دریافت اور اس کے معرض وجود میں آجانے کے بعد دعوت کا عمل پہلے کے برعکس تبدیل ہوگیا ہے۔ آج انسان کے بس میں ہے کہ وہ ایک مضمون، ایک چھوٹی سی تحریر اور اپنی بات تحریر کر کے اسے ساری دنیا میں پھیلا دے کہ منٹوں میں دنیا کے گوشے گوشے کے لوگ اسے پڑھ لیں اور اس سے واقف ہو جائیں۔ آج ہم ہندوستان میں بیٹھ کر ایک بات تحریر کرتے اور لمحوں میں اسے مشرق ومغرب میں پڑھ لیا جاتا ہے اور لوگ اس پر اپنے تبصرے اور اپنی آراء بھیجنے لگتے ہیں۔ آج ان وسائل کی آمد کے بعد ہماری ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان ذرائع کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے دین اسلام کا پیغام اور اس کی دعوت اقوام عالم تک پہنچائیں اور اس کے خلاف اعدائے اسلام جو سرگرم ہیں ان کا حکیمانہ جواب دیں، ان کی سازشوں کو ناکام بنائیں اور اپنے دین ومذہب کا پوری بصیرت کے ساتھ دفاع کریں۔ ہم ایسے مسموم ذہنوں کی پیداوار کا جواب دیں جس کے ذریعہ وہ ہمارے دین ومذہب کی صورت بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لیے جھوٹ ودروغ گوئی، جعلسازی وگمراہ کن پروپیگنڈوں کا سہارا لے رہے اور بے بنیاد مناظر تیار کر کے پیش کر رہے ہیں تا کہ دنیا کے عام باشندوں کے ذہن میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی جذبات پیدا ہوں اور وہ اسلام سے قریب آنے کی بجائے اس سے دور ومتنفر ہوں۔ اس وقت سارے مسلمانوں خاص طور پر داعیانِ دین یا جو ذرائع ابلاغ سے وابستہ ہیں، کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی توجہ اس کے ذریعہ دعوت پر مرکوز کریں اور اسلام کے دفاع میں اپنی ذمہ داری نبھائیں اور مسلمانوں کو اپنا سلوک اور اپنی زندگی سچے مسلمانوں والا بنانے کی تلقین وتفہیم کریں۔

ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ جدید ذرائع ابلاغ اُن اہم ترین وسائل میں سے ہیں جو مذہب اسلام کی دعوت کو پھیلانے اور پوری دنیا میں اسلام ومسلمانوں کے بارے میں پھیلائی جارہی غلط تصویر کو بہتر بنانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ آج ہندوستان کی غیر مسلم آبادیوں میں، اسی طرح مغرب کی یہودی ومسیحی آبادی میں طرح طرح کی باتیں اسلام کے بارے میں پھیلائی جارہی ہیں اور پوری قوت سے کوشش کی جارہی ہے کہ دنیا کے باشندے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوچیں بھی نہیں۔ اسلام کے بارے میں عام پروپیگنڈا کیا جاتا اور ذہنوں میں ایک سوچ بٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو آزادی نہیں دیتا بلکہ انہیں قید وبند میں جکڑ دیتا اور ان کی زندگی تنگ کر دیتا ہے جبکہ یہ بالکل خلافِ واقعہ ہے۔

اسلام ہر چیز میں آسانیاں پیدا کرتا ہے سختی نہیں۔ اسلام میں رکھ رکھاؤ میل ملاپ اور بڑی آزادی ہے۔ اس جیسی آزادی کسی اور معتبر مذہب میں نہیں، مگر وہ لوگوں کو قانون پر عمل کرانا چاہتا اور اسے قانون سے بالاتر نہیں گردانتا۔ اسے قانون کا پابند بنا کر مکمل آزادی دیتا ہے۔

ہمیں بخوبی احساس ہے کہ دنیا میں دعوت دین کے فرائض کی انجام دہی میں ہم سے کوتاہیاں ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ہم نے اس فریضہ کو اس طرح انجام نہیں دیا جس طرح ہمیں دینا چاہئے تھا۔ ہم اب بھی خواب غفلت میں پڑے اور کاہلی کا شکار ہیں جبکہ مغربی ذرائع ابلاغ اور خود ہمارے ملک میں آر ایس ایس کے زیر اثر سارے ذرائع ابلاغ اس میں سرگرم ہیں۔ وہ رات ودن اسلام کو بدنام کرنے میں لگے ہیں۔ ان کی دعوت کا اسلوب منفی ہے۔ وہ اپنی مذہبی بات تو کم ہی پیش کرتے ہیں کہ ان کے پاس پیش کرنے کی کوئی خاص چیز نہیں، مگر وہ اپنی بات منوانے اور اپنی دعوت عام کرنے کے لیے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہم ہندوستان میں بھی اور مغربی ملکوں میں بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس شر کے اندر بھی خیر کا پہلو نکل رہا ہے۔ ان کی اس مہم کے نتیجہ میں لوگ اسلام کے مطالعہ کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں اور جب اس کی صداقت نظر آتی ہے تو بہت سے حلقہ بگوش اسلام بھی ہو جاتے ہیں۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم دعوت میں کوتاہی کو

جاری رکھیں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ اس کے لیے سرگرم ہوں، ہم عمدہ معیار اختیار کرتے ہوئے جدید وسائل کا استعمال کریں اور عالمی سطح پر اور اس کے معیار کے مطابق اسلام کا پیغام اقوام عالم تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ اس دعوت دین کو پھیلانے کی شروعات رسول اللہ ﷺ نے کی تھی، صحابہ کرامؓ نے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، تابعین وتبع تابعین نے اس امانت کو بعد والوں تک پہنچایا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے اہل علم آج بھی اس خدمت کو اپنی بساط کے مطابق انجام دے رہے ہیں۔

علمائے اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ غیر مسلموں کو دین اسلام اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کریں۔ اقوام عالم کو اسلام کے پیغام کی وضاحت کے ساتھ ایمان وتوحید کی دعوت دیں۔ آج ہر ملک میں ہزاروں چینل ہیں جو رات ودن اپنی نشریات پیش کرتے رہتے ہیں۔ آج کا زمانہ چینلوں، انفارمیشن اور انٹرنیٹ اور طرح طرح کی سائٹوں اور رابطے کے وسائل کا زمانہ ہے۔ ان وسائل کا سہارا لے کر ہم اسلام کی حقیقت وحقانیت، اسلام کی تاریخ، اس کے عدل وانصاف، اس کی رواداری، اس کے عطا کردہ حقوق اور اس کے سنہرے ادوارِ حکمرانی کو لوگوں کے سامنے پیش کریں اور مغربی وصہیونی میڈیا کے پروپیگنڈوں کا جواب اقوام عالم کی زبان میں دیں۔ انٹرنیٹ اور رابطے کے جدید وسائل نے دعوت کے کام کو ہمارے لیے آسان بنا دیا ہے، اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اس کے ذریعہ ہم دنیا کے گوشے گوشے سے منٹوں میں ربط کر لیتے ہیں۔ ہم ایک چیز تحریر کر کے جونہی پوسٹ کرتے ہیں لاکھوں کروڑوں لوگ اسے فوراً پڑھ لیتے ہیں۔ ہمارے پڑوس کے لوگ جس طرح اسے دیکھتے مشرق ومغرب کے لوگ بھی اسی لمحہ اسے دیکھ لیتے ہیں۔ اس سہولت نے ہم پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ ہم اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور اس میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کریں۔ علمائے دین کی اب ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے اپنے علم میں گہرائی پیدا کریں، مذاہب وادیان کا مطالعہ کریں، مختلف زبانوں میں لکھنا اور بولنا سیکھیں اور کتاب وسنت میں دسترس حاصل کرنے کے بعد بہتر سے بہتر اسلوب میں دین اسلام کی تعلیمات دوسروں کو سمجھانے اور مطمئن کرنے کی تربیت حاصل کریں۔ اس کے بعد ان جدید وسائل کو دعوت اسلامی کے مقصد سے استعمال کریں۔

آج مثال کے طور پر ہم اگر اپنی اردو زبان میں دین کی باتیں لکھتے اور بولتے رہیں تو یہ بھی بلاشبہ اچھا عمل ہے، مگر اس کا دائرہ محدود ہے۔ ہم اپنی بات اپنوں کو ہی کہہ رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی بات دوسروں تک ان کی زبان میں پہنچائیں اور انہیں مطمئن کریں۔ اس کے لیے ہمیں ہندی، تلگو، کنٹر، مراٹھا، کیرل، تامل، بنگالی، اسامی اور ہر خطے کی زبان میں مہارت حاصل کرنا ہوگا۔ ہر زبان کے داعیوں کی ایک کھیپ تیار کرنی ہوگی، جو ان زبانوں میں دعوت کا فریضہ انجام دے سکیں، اسلام کے خلاف پھیلائے جا رہے منفی پروپیگنڈوں کا جواب دے سکیں، ہم باور کرا سکیں کہ ہمارے دین ومذہب کی تعلیمات شخصی منافع ومفادات سے بالاتر ہیں، ہم سرمایہ داروں کی تسکین اور مردوں کی اپنی خانگی ذمہ داریوں سے پہلوتہی کے مقصد سے عورتوں کو نیلام نہیں کرتے اور نہ انہیں ان ذمہ داریوں میں حصہ دار بناتے ہیں بلکہ اسلام ہر ایک کو اس کے دائرہ میں آزادی دیتا اور ہر ایک کے فرائض وواجبات اور ذمہ داریوں وحقوق کو متعین کرتا ہے، اور وہی اس کی ذات کے لیے مفید اور اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ناقص علم رکھنے والے حضرات چینلوں کے مباحث اور دین اسلام کی ترجمانی کے لیے اسکرین پر آنے سے گریز کریں کہ ان کی لاعلمی وجہالت کی وجہ سے، ان کے نارواطرز عمل اور آپے سے باہر ہونے کی وجہ سے اور لاکھوں انسانوں کی نگاہوں کے سامنے عدم علم کی وجہ سے لاجواب ہو جانے کی وجہ سے نہ صرف اسلام ومسلمانوں کی سبکی ہوتی بلکہ دعوت کے عمل کو سخت نقصان پہنچتا ہے اس لیے اگر اہل علم میں سے کسی کو مباحثے کے لیے دعوت دی جائے اور ان کا علم ناقص اور معلومات کی کمی ہو تو وہ معذرت کریں اور علم میں گہرائی رکھنے والوں کی نشاندہی کریں کہ اس کے لیے انہیں مدعو کیا جائے۔ خودنمائی وشہرت کے لالچ میں خدارا اسلام کو بدنام کرنے اور اس کی رسوائی کا سبب بننے سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کہہ دیجئے کہ میری راہ یہی ہے، میں اور میری پیروی کرنے والے اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد (یعنی دلائل کے ساتھ) اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔'' (یوسف: 108)

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

اس کو التوا میں ڈال چکی ہے کیونکہ وہاں کی عدالت کا معاملہ یہی ہے کہ وہ حکومت کا ساتھ دیتی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ سپریم کورٹ دنیا کو مطمئن کرنے کے لیے کرفیو کو ہٹانے کا حکم دے۔ لیکن اس کے نتیجے میں بہت خون خرابہ ہوگا اور وہ بھارت سے سنبھالا نہیں جائے گا اور وہ وقت ہوگا کہ شاید پاکستان اور بھارت میدان جنگ میں اتر جائیں۔

آصف حمید: کہتے ہیں کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اس وقت مودی فرعونیت کا جو مظاہرہ کر رہا ہے اس کا حال فرعون والا ہی ہوگا۔ مودی صاحب نے اپنی حماقت سے کشمیر میں جہاد فی سبیل اللہ کی راہ ہموار کی ہے۔ اتنے سالوں سے مظالم کے مارے کشمیری اب سارے شہید ہونے کے لیے میدان میں آئیں گے تاکہ آخرت تو ٹھیک ہو۔ کیونکہ ان کے لیے یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ حدیث تو یہ کہتی ہے کہ جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ یہ تو اس سے بڑھ کر ہے کہ ان کے اوپر ایک مشرک ملک قابض ہے اور وہ ان سے آزادی حاصل کر رہے ہیں۔ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ گوریلہ وار میں افغان طالبان نے کیا کیا۔ ان لوگوں کو اندازہ نہیں ہے کہ مسلمان کو آپ بہت زیادہ عرصہ محکوم نہیں رکھ سکتے کیونکہ ان کا تعلق اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب کشمیر انڈیا سے الگ ہو چکا ہے۔

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق محمد صادق طویل علالت کے بعد وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی خانیوال کے مبتدی رفیق محمد ناصر علی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0314-6326422

☆ تنظیم اسلامی ملتان غربی کے نقیب جناب شہزادہ احمد خان کی ساس وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-7626415

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ہم تم سے بہت شرمندہ ہیں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کشمیری ایک ایک دن گن رہے ہیں کہ دنیا ان کی تقدیر کا کیا فیصلہ دیتی ہے۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر گلوب کے بھاری بھرکم لیڈر ٹک جا ہوئے کہ دیکھئے اس بحر کی تہہ سے اچھلتا ہے کیا! اگرچہ مسلمانوں کے حق میں، کشمیر ہو یا فلسطین یہ بحرِ مردار ہی (سات دہائیوں میں) ثابت ہوا ہے۔ یہ صرف پریشر ککر پھٹنے سے بچانے کا فورم ہے۔ مظلوموں پر دباؤ حد سے بڑھ جائے تو ان کے نمائندے مہذب طریقے سے بھاپ یہاں آ کر رفع کرلیں۔ واپس جا کر عوام کو جواز پیش کر سکیں، اسی تنخواہ پر کام کرنے پر راضی رکھ سکیں۔ بڑے پانچ جاگیردار اور باقی 191 کمی کمین۔ نتیجہ ٹائیں ٹائیں فش۔ ٹائم سکوائر بلڈنگ پر نعروں کے قمقموں گرجدار تقریروں سے حق نہیں ملتا۔ امریکہ نے مذاکرات کی میز الٹی۔ طالبان نے دو کام کیے۔ ایک تو میدان جنگ میں کارروائیاں بڑھا دیں۔ کہانی حسبِ سابق چل پڑی۔ (امریکہ کو اب پاکستان کی مدد درکار ہے۔ مگر ہم اس کی اس ضرورت سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے کی کوئی پلاننگ نہیں رکھتے!) دوسری جانب طالبان، امریکہ کو چھوڑ کر روس، ایران اور چین کی مدد سے اپنی ساکھ بڑھانے چل دیئے۔ اب وہ چینی وزارتِ خارجہ کے میز پر بیٹھے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ترکی، پاکستان، قطر سے سفارتی حمایت بھی متوقع ہے! آزادی چھین کر لینی پڑتی ہے۔ پاکستان گرما گرم تقاریر اور سفارتی بھاگ دوڑ کے سوا کیا کرے گا! نہایت دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم کشمیریوں کی بھاری بھرکم توقعات پر شاید پورے نہ اتر پائیں۔

ہمارے 18 سال کا ٹریک ریکارڈ دیکھ لیجئے۔ ہم افغانستان کے ساتھ گہرے برادرانہ (اور تزویراتی گہرائی کے حامل) تعلقات کے حامل تھے۔ امریکہ کی ایک کال پر ہم سجدے میں جا پڑے۔ (جب وقتِ قیام تھا!) ہم نے غیر جانبداری یا خاموشی بھی اختیار نہ کی۔ افغانستان پر جنگ کے ہم تو ہراول دستہ بنے۔ مسلمان پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیے۔ گوانتا موآباد کیا۔ ڈاکٹر عافیہ بھی تو اسی تسلسل کی ایک کڑی ہے۔ سادہ لوح پاکستانی اب پھر توقع لگائے بیٹھے ہیں کہ عمران نیویارک سے عافیہ لے کر لوٹیں گے! جنت الحمقاء کا محل وقوع تلاش کریں تو گوگل، پاکستان ہی کا کوئی علاقہ دکھائے گا۔ کشمیر پر خاموش سودا تو مشرف کے ہاتھوں ہو ہی چکا تھا۔ یہ مودی نے یکایک پھسوڑی ڈال دی۔ ہماری خارجہ پالیسی، کشمیر پالیسی کو امتحان میں ڈال دیا۔ امریکہ میں اتنے دن کیا ہوتا رہا؟ مودی تمام تر کرتوتوں، انسانی حقوق کی پامالی کے باوجود ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا رہا۔ بھارتی امریکیوں کی بہت بڑی آبادی وہاں رنگ جمائے رہی۔ اگرچہ چھوٹے چھوٹے حقوقِ انسانی کے گروپ مسلسل مظاہرے کرتے کشمیر کے لیے آواز اٹھاتے رہے۔ مگر ہوسٹن میں 50 ہزار استقبالی بھارتیوں نے ’’ہودی مودی‘‘ ریلی میں بھارت امریکہ دوستی ڈٹ کر منائی۔ یعنی مودی کے مزاج عالی پوچھنے کا محبت بھرا جلسہ جس میں ٹرمپ نے محبت کے سارے دریا بہا کر شرکت کی۔ ’’مودی کو بابائے بھارت کہا جائے۔ میں ان کی بے پناہ عزت اور تحسین کرتا ہوں۔ وہ ایک زبردست مہذب / شریف انسان ہیں۔ بہت عظیم لیڈر ہیں۔‘‘ قارورہ ملنے کا بھی (بجا طور پر) اعتراف کیا۔ غرض ’’کبوتر با کبوتر باز با باز‘‘ کے مترادف اپنی ہم آہنگی جتانے میں ذرا تکلف سے کام نہ لیا۔

کشمیری عوام پر توڑی جانے والی 50 روزہ قیامت اور 9 لاکھ فوج تلے پسے جانے کا جرم۔ حقوقِ انسانی کی شدید خلاف ورزیاں۔ بھارت میں مسلمانوں پر مظالم کیا ہوئے؟ ٹرمپ کو بھارتی ووٹ درکار ہیں انتخابات میں۔ سو مودی نے ڈٹ کر ٹرمپ کے سامنے پاکستان پر دہشت گردی کے الزامات کی جگالی کی، وہ دم سادھے رہا! بھارتی توانائی کمپنی پیٹرونیٹ کا معاہدہ اہم تر تھا جس سے 60 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری اور 50 ہزار نوکریاں متوقع ہیں۔ طاقتور ممالک تجارت، معیشت، مارکیٹ مفادات سے آگے دیکھنے کی نہ نیت رکھتے ہیں نہ خواہش۔ انسانی حقوق؟ وہ بھی کمزور مظلوم مسلمان! انہیں صرف ڈالروں پاؤنڈوں ریالوں سے مطلب ہے۔ حقوق انسانی اب دقیانوسیت ہے۔ قصۂ ماضی سمجھو! سلامتی کونسل مسلمانوں کو سلامتی دینے کو نہیں بنی۔ امریکہ کو آپ کی ضرورت ہے افغانستان میں؟ اسے استعمال کرنے کے طریقے سوچیے۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ہماری فکری غلامی گزشتہ 18 سالوں میں شدید تر، پختہ تر ہو چکی۔ ذوقِ یقیں کا نسخہ درکار ہے۔ ٹرمپ نے پاکستان کو ثالثی کے لارالپا کی لالی پاپ، منہ میں تکا دینے کو لگا رکھی ہے جو بے معنی ہے، کیونکہ وہ مودی کی رضامندی سے مشروط ہے! ہمارے سیاسی حالات کی ابتری، معاشی عدم استحکام، آئی ایم ایف کے شکنجے میں گنے کی طرح بیلے جانے والی قوم کی کس مپرسی، سبھی پیمانوں پر حالت ابتر ہے۔ رہی سہی کسر مشرقی پاکستان کے سقوط میں قادیانی ایم ایم احمد کی معاشی پالیسی کا حصہ ہمیں ایک مرتبہ پھر درپیش ہے۔ قادیانی اثر و رسوخ کی شدت کوئی بھلا شگون نہیں بالخصوص مالی معاملات میں۔

یہ جو دنیا نہایت اُول جلول، بے ڈھب، بے قرینہ حکمرانوں کے ہاتھ تھما دی گئی ہے بلا سبب نہیں۔ امریکہ دنیا بھر میں اعلیٰ تعلیم کے مراکز، مغربی جمہوریت کی خدائی کا مرکز، سیاست سفارت میں دنیا کو تربیت دینے والا ملک رہا۔ اس کے صدور ذہین و فطین، اعلیٰ تعلیم یافتہ طویل سیاست کا تجربہ رکھنے والے یا مضبوط خاندانی پس منظر کے حامل ہوا کرتے تھے۔ کینیڈی، کلنٹن، اوباما کی طرح۔ بھارت میں نہرو کے مقابل چائے بیچنے والا انتہا پسند، گنوار طبیعت، مسلمانوں کے خون کا پیاسا، بلوائیوں کی سی شہرت کا حامل مودی ہے! برطانیہ میں بھی بے ڈھب ٹرمپ ہی کی طرح کا وزیراعظم بورس جانسن ہے۔ عالمی مدبروں کی جگہ عالمی مسخرے، بے کل، غیر مستحکم، غیر متوقع (Unpredictable) پل میں تولہ پل میں ماشہ حکمران مناصب سنبھالے بیٹھے ہیں۔ ہر ایک مایہ ناز یوٹرن حکمرانی

کی شہرت رکھتا ہے۔ خوف تو یہ ہے کہ انہی کے ہاتھوں میں ایٹمی بٹن بھی ہیں!

اسرائیل۔ سب سے بڑے دجالچوں کا مرکز ہے۔ وہاں بھی اب نیتن یاہو کی جگہ جو متوقع حکمران (سابق جنرل گاؤن) ہے وہ اس سے بھی بڑا کفن چور ہے جس نے 2014ء میں غزہ اجاڑا تھا۔ اب غزہ کو پتھر کے زمانے میں بھیجنے کا ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔ سو یہ تمام جمہوریت کی پیداوار جنونی مل کر دنیا کو کہاں لے جائیں گے۔ پناہ بخدا! اعلیٰ تعلیم، سائنس ٹیکنالوجی کے جھنڈے گاڑتی آبادیاں اور ان کا انتخاب ایسا؟ مقصود شاید دنیا کو دجال کی جھوٹی خدائی پر ایمان لانے کے قابل بھوسہ بھرے دماغوں، اخلاق، اقدار، اطوار سے تہی دامن نفوس سے بھرنا ہے۔ دجالی ایجنڈوں سے دنیا اجاڑنی ہے۔ یہ الل ٹپ بے ڈھب فیصلے، نامعقول بیان دیتے رہیں۔ لوگ ٹرمپ، مودی جان کر خاموش ہو رہیں! ٹرمپ سفید فام امریکی ٹیٹو مارکہ جنونیوں کا سکینڈلوں بھرا نمائندہ ہے۔

مودی جنونی ہندو قاتلوں غنڈہ گردوں کا رہنما ہے، جنہیں دنیا دہشت گرد نہیں کہتی۔ اسلام اس راستے کا کوہِ گراں اور بھاری چیلنج ہے۔ اسے ملکوں ملکوں ختم کرنے کو سارے عسکری نظریاتی، فکری سیاسی ابلاغی بیڑے دندناتے پھر رہے ہیں۔ عوام گھن بنے پس رہے ہیں۔ پاکستان کشمیریوں کے غم میں سلگ رہا ہے (عوام کی سطح پر)۔ ایسے میں برطانوی شاہی جوڑا پاکستانیوں کا دھیان بٹانے، دل بہلانے کو لایا جا رہا ہے؟ کچھ ترے آنے سے پہلے کچھ ترے جانے کے بعد۔ ہلچل تو رہے گی۔ ماحول پر شہزادہ، شہزادی کی کہانیاں میڈیا پر کشمیر کو پس منظر میں لے جائیں گی۔ برطانیہ کا پیدا کردہ المیہ کشمیر، انہی کے خوبصورت جوڑے کے ہاتھوں کچھ دن کے لیے غم بھلا کر عیش وطرب کی کہانیاں سنائے گا! ریاست مدینہ اسی کو کہتے ہیں؟ ایسے میں ہمارے پاس اشک شوئی کے کچھ الفاظ تعزیت بھرے احساسات کے سوا کیا ہے؟

اے راہروانِ راہ وفا ہم تم سے بہت شرمندہ ہیں
تم جان پہ اپنی کھیل گئے اور ہم سے ہوئی تاخیر بہت

جاؤ طالبان کے ہاں درخواست دائر کرو شاید وہاں شنوائی ہو جائے!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(26 ستمبر تا 02 اکتوبر 2019ء)

جمعرات (26 ستمبر) صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی، جو ظہر تک جاری رہا۔ جمعہ (27 ستمبر) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں اور مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت سے پریس ریلیز مرتب کی۔ ہفتہ (28 ستمبر) دن 11 بجے کوئٹہ روانگی ہوئی۔ امیر محترم کے قیام کا اہتمام امیر حلقہ نے اپنے گھر پر کیا تھا جو کوئٹہ ائیر پورٹ سے بالکل متصل واقع ہے۔

بعد نماز عصر کوئٹہ شہر کے دفتر حلقہ میں حلقے کے ذمہ داران سے ملاقات کا پروگرام طے تھا۔ حسبِ پروگرام پہلے ساتھیوں نے امیر محترم کے سامنے اپنا تفصیلی تعارف پیش کیا اور بعد میں سوال وجواب اور باہم تبادلۂ خیال کی بھرپور نشست ہوئی جو نماز عشاء تک جاری رہی۔

29 ستمبر بروز اتوار صبح 8 بجے حلقہ بلوچستان کے سابق امیر حلقہ جناب راشد گنگوہی کے گھر پر ناشتے کا اہتمام تھا۔ امیر تنظیم کے استقبال کے لیے محترم گنگوہی صاحب اپنے چاروں بیٹیوں کے ساتھ گھر کے دروازے پر موجود تھے۔ مزید برآں امیر حلقہ خدا بخش زہری، راقم اور لورالائی سے تشریف لائے ہوئے ہمارے رفیق مولانا عین الدین بھی شریک تھے۔

صبح 11:00 بجے حلقہ بلوچستان کے کُل رفقاء کی امیر محترم کے ساتھ ملاقات کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ ملاقات مقامی امیر جناب خواجہ ندیم کے پڑوسی کے گھر کی وسیع وعریض بیسمنٹ میں ہوئی۔ بحمد اللہ حاضری بھرپور تھی۔ سب سے پہلے نئے رفقاء کا تعارف کرایا گیا اس کے بعد سوال وجواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ آخر میں امیر محترم نے مختصر تذکیری خطاب بھی کیا۔ بعد ازاں رفقاء کے ساتھ ظہرانہ تناول کیا۔

سہ پہر 3:00 بجے جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی رہنما جناب حافظ حسین احمد کی عیادت کے لیے اُن کے دار العلوم میں واقع اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ حافظ حسین احمد گزشتہ کئی برسوں سے مختلف النوع شدید عوارض کا شکار ہیں۔ ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم پر حافظ صاحب کے ساتھ ملاقاتوں اور تبادلۂ خیال کے مواقع بکثرت ملتے تھے۔ انہوں نے بہت اکرام کیا اور شدید علالت کے باوجود تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تبادلۂ خیال جاری رکھا۔ رات بذریعہ PIA لاہور روانگی ہوئی۔

سوموار (30 ستمبر) قرآن اکیڈمی میں صبح 9:30 بجے مرکزی انجمن خدام القرآن کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ منگل (یکم اکتوبر) قرآن اکیڈمی میں دفتری اُمور نمٹائے۔ اسی دوران 11 بجے حلقہ گوجرانوالہ کے ناظم شاہد رضا نے اپنے تین رفقاء کے ساتھ امیر محترم سے ملاقات کی۔ بدھ (2 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں جماعت اسلامی کے ایک وفد نے جماعت اسلامی وسطی پنجاب کے امیر جاوید قصوری کی قیادت میں امیر محترم سے ملاقات کی۔

مرکز تنظیم اسلامی کی جانب سے

مبتدی نصاب کی آڈیو (mp3) ریکارڈنگ

ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی آواز میں کسی بھی ڈیوائس پر دستیاب ہے

- قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں
- رب ہمارا
- دنیا کی عظیم ترین نعمت قرآن حکیم
- راہ نجات
- عزم تنظیم
- حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
- تعارف تنظیم اسلامی
- رسول ﷺ انقلاب کا طریقہ انقلاب
- تنظیم اسلامی کی دعوت
- تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر
- اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت
- انفرادی نجات اور اجتماعیت کے لیے قرآن کا لائحہ عمل

ملنے کا پتہ: ''دارالاسلام'' مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور فون: 79-35473375(042)
تیار کردہ: انجمن خدام القرآن فیصل آباد P-45 قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد
فون: 2437781-2437618(041)

دو ہی راستے

محمد فہیم تیمر گرہ

امریکی صدر ٹرمپ نے تقریباً 9،10 مہینہ کے کئی بار منعقد شدہ مذاکرات برائے امن سے اچانک یوٹرن لے کر سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور طالبان اور امریکہ کے درمیان رواں مذاکرات کا سلسلہ منسوخ کر دیا۔ بہانہ یہی بنایا کہ مذاکرات اور حملے بیک وقت ممکن نہیں۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر طالبان اپنے ملک پر بیرونی جارح قابض طاقت اور ان کی کٹھ پتلی اشرف غنی کی حکومت پر حملوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو امریکی قابض فوج کیا آرام سے بیٹھ کر تاش کھیل رہی ہے؟ وہ بھی تو حملے کرنے اور طالبان اور افغانیوں کا صفایا کرنے میں گزشتہ 18 سالوں سے مصروف ہیں۔ ٹرمپ کے اعلان کا طالبان سے فوری ردعمل جن الفاظ میں آیا ہے ان میں معانی اور استقامت کے پہاڑ مضمر ہیں۔ وہ کہتے ہیں ”ہمارے پاس دو ہی آپشنز ہیں۔

1۔ جہاد اور 2۔ مذاکرات۔ تیسرا آپشن کوئی نہیں۔

طالبان ترجمان کے اس بیان میں یہی معنی ہیں ”جہاد پر ہمارا اختیار سو فی صد ہے البتہ مذاکرات پر ہمارا اختیار صرف 50 فی صد“۔ اگر آپ اپنا 50 فی صد مذاکرتی اختیار واپس لیتے ہیں تو ہمارا آپشن بھی ختم ہی سمجھ لیجئے“۔

اب میدان پر صرف جہاد ہی کا آپشن رہ جاتا ہے۔ ایسے میں اہم ترین سوال یہی ہے کہ کیا امریکہ اس مہم جوئی کو مزید کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ کیا اٹھارہ سالہ امریکی دہشت گردی، آگ و خون کی بارش، تباہ کن اسلحہ کا استعمال، لاکھوں کی تعداد میں 50 ممالک کی افواج، جدید ٹیکنالوجی، لاکھوں کی خونریزی و بربادی امریکہ کو جیت دلا سکے؟ کیا امریکہ طالبان کے عزم اور توکل کو متزلزل کر سکا؟ جیت تو درکنار اب تو امریکہ کمبل چھڑوانے کے لیے منتیں کرنے لگا ہے! جواب نفی میں ہے۔ 18 سال کے بعد بھی طالبان 55 فی صد سے زیادہ افغانستان کی سرزمین پر قابض ہیں۔ امریکہ ہوا میں ڈرون اڑاتا ہے اور زمین پر خاک۔ اس سب کے باجود امریکہ خوف و دہشت کی گرفت میں ہے کہ کیا کرے اور کہاں جائے؟

طالبان کے ساتھ ہارنے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ ان کی مادر گیتی پر ایک ظالم طاقت 15 ہزار میل دوری اور سات سمندر پار سے آکر بزور قابض ہو چکی ہے۔ جہاد کا عزم لے کر وہ اپنی مادر زمین کو ظالم کے قبضے سے واگزار کرانے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ دے کر شہادت سے ہمکنار ہونے کے لیے پروانہ وار آگے بڑھ رہے ہیں۔ امریکی افواج اور کرزئی/اشرف غنی کے غلاموں نے کتنی خودکشیاں کی ہوں گی، حساب کتاب معلوم نہیں اور شائد کبھی معلوم نہ ہو سکے۔ یہی مختصر کہانی ہے جو ٹرمپ کی بے وقوفی اور بے ہودگی کی وجہ سے جاری ہی رہے گی۔ امریکی جارحیت شروع ہوتے وقت جنگجو طالبان مجاہدین کی تعداد کے متعلق روایات یہی ہیں کہ وہ اس وقت 35 اور 40 ہزار کے درمیان تھی۔ اور آج بھی اسی تعداد میں برسرپیکار ہیں۔ فرق صرف یہ واقع ہو چکا ہے کہ موجودہ جنگجو نسل گولیوں کی بارش اور جہازوں کی بمباری کے تحت جواں ہو کر میدان کارزار میں شہادت کی پیاس لے کر جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے موجود ہیں۔ ان حالات میں ٹرمپ کو اب بھی کچھ خوش فہمیاں لاحق ہیں؟

سوال یہ ہے کہ امریکی صدر نے اچانک اتنا بڑا یوٹرن کیوں لیا؟ کیا یہ اس کے اپنے دماغ کا اختراع تھا؟ وہ کیوں دنیا کے سُپر طاقت کے سربراہ کی حیثیت سے خود کو بھول چکے ہیں۔ چند اصولی باتوں کا فیصلہ ہونے کے بعد 23 ستمبر کو معاہدہ امن پر دستخط ہونا تھے۔ یاد رہے کہ افغان نژاد امریکی ڈپلومیٹ زلمے خلیل زاد نے ان مذاکرات میں غیر متوقع طور پر اپنے سابقہ روش کے برعکس نہایت مثبت رول ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ پاکستان کے خلاف اس کے سابق رویہ کے برعکس اس نے پاکستانی قیادت کا اعتماد حاصل کرنے کی مخلصانہ کوششیں کیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ پاکستان کی موجودہ قیادت نے اس ضمن میں امن مذاکرات کے لیے اپنی مقدور سے بڑھ کر حصہ ادا کیا۔ لیکن ہوا ایسا جیسے کہ کوئی دیوانہ شخص کسی میز پر سجے سجائے سامان کو آکر بکھیر دیتا ہے۔ اسی طرح امریکی صدر ٹرمپ نے بے ہودگی میں آکر سجے سجائے نقشے کو لات مار کر بکھیر دیا۔ کیوں؟ کیسے ہوا کیا یہ ایک اچانک حادثہ کے طور پر رونما ہوا؟ یا اس کے پیچھے کوئی کہانی بھی ہے۔ مختلف تجزیہ نگار اور مبصرین اس صورت حال کو اپنے اپنے فہم اور زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انٹرنیشنل میڈیا کا شیطانی حصہ بقدر جثہ بڑا ہے تو صرف طالبان افغانستان ہے اور اسلامی دہشت گردی ہی کو ہر قسم کی تخریب اور بگاڑ کے پیچھے کارفرما دیکھ رہا ہے اور اپنے وسائل اور ہمہ گیری کی بدولت دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنے اور اسے شیطانی پٹی پڑھانے میں کامیاب ہو رہا ہے۔

آیئے ذرا سوچیں کہ ٹرمپ کی یہ حرکت اچانک (Spontaneous) اور فوری ہونا عقل عام کو نا قابل قبول ہے۔ لگتا ہے اس کے پیچھے ایک پوری کہانی اور ایک انجینئرڈ پلاننگ ہے۔ دیکھیں ایک طرف بھارت کشمیر میں دفعہ 370 اور A-35 کو ہٹا کر آئین میں بنیادی تبدیلی کے ذریعے مقبوضہ کشمیر کو بھارت کا باقاعدہ حصہ بنا کر عملی طور پر ضم کرانے کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کی نہ صرف دھجیاں اڑا کر رکھتا ہے بلکہ بھارت کے اولین زعماء وقائدین (نہرو، گاندھی) وغیرہ کی بین الاقوامی دنیا کے ساتھ کمٹمنٹس اور وعدوں کو بھی درخور اعتناء نہیں سمجھتا۔ اس نے چند ہی ماہ پہلے اس کی پاکستانی فضاؤں کی خلاف ورزی اور نتیجے میں اس کی شرمندگی کا واقعہ ریکارڈ پر ہے۔ ایل او سی پر آئے دن اس کی جارحیت اور ہماری مغربی سرحدوں پر اس کی فوجوں کی اجتماع اور روزانہ کی جارحیت ایک کھلی حقیقت بن چکی ہے۔ ساتھ ہی اسرائیل کے ساتھ تال میل اور اس کی فوجی اور تکنیکی تعاون اور تخریب کاری کے لیے ٹریننگ ایسی چیزیں ہیں جن کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ اسرائیل بھارت کو کشمیر میں جارحیت کے لیے فلسطینی زمین پر اس کی جارحیت کے ماڈل کے طور پر تربیت دیتا رہا ہے۔ اس بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ کو اس تناظر میں دیکھنا چاہیے کہ اسے وائٹ ہاؤس کی پوری تائید حاصل ہے۔

متذکرہ بالا تینوں سیناریوز پر دیگر عوامل کو ساتھ ساتھ رکھ کر اگر غور کریں تو اصل مسئلہ کچھ اس طرح ہے کہ

1۔امریکی عوام جن کے ٹیکسوں کا بیشتر حصہ بیرونی ملکوں پر امریکی جارحیتوں پر خرچ ہورہا ہے وہ اس سے تنگ آچکے ہیں اور ان کی شدید خواہش ہے کہ ان کی اقتصادیات کی بربادی کا یہ معاملہ ختم ہو۔ اور چونکہ ٹرمپ آئندہ ہونے والے انتخابات میں دوبارہ صدر بننے کے لیے امیدوار بننا چاہتا ہے۔ لہٰذا اپنے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے اور عوام کو اپنا ہمدرد بنانے کے لیے اس نے بظاہر مذاکرات کا ڈول ڈالا اور یہ دکھانے کی کوشش کی کہ وہ افغانستان سے نکل کر امریکی عوام کی دیرینہ خواہش پورا کرنے جارہا ہے۔ اس لیے زلمے خلیل زاد کو کھلا گراؤنڈ مہیا کرکے اسے طالبان کے ساتھ سلسلہ جنبانی کے پورے اختیارات تفویض کر دیئے۔ امن کی راہ میں پاکستان نے مقدور بھر کوشش کی اور خلوص بھری کوشش کی کیونکہ پاکستان سمجھتا ہے کہ افغانستان میں امن خطے کے امن کے لیے بہت ہی ضروری اور ناقابل گریز ہے۔

2۔ان حالات کو دیکھ کر یہود و ہنود کی آنکھوں کے آگے دنیا تاریک ہوتی گئی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر افغانستان میں امن قائم ہوجاتا ہے تو اس خطہ میں پاکستان کی اہمیت نہ صرف یہ کہ مزید ابھرے گی بلکہ اس کے نتیجے میں ''سی پیک'' کے فوائد، ضمنی فوائد اور اس کی کامیابی کے امکانات کئی گنا بڑھ جائیں گے۔ دوسری طرف طالبان کو افغانستان میں ایک پولیٹیکل اور طاقتور ترین اکائی کی صورت میں بین الاقوامی شناخت (Recognition) حاصل ہوجائے گی۔ اور یہ باتیں یعنی خطے میں امن پاکستان کی معاشی، سٹریٹیجک اور سیاسی خوشحالی امن واستحکام اور طالبان افغانستان کا سیاسی حیثیت ان یہود و ہنود کو کسی بھی قیمت پر منظور نہیں۔ اس کثیر الجہات پلاننگ کے ایک حصہ کے طور پر اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کا یہ اعلان بھی چشم کشا ہے کہ مودی کے کشمیر کے متعلق اقدامات کے فوری بعد اس نے بھی اعلان کر دیا کہ اگر اسے دوبارہ وزیر اعظم بنایا جائے تو وہ اردن اور بحیرہ مردار کے علاقہ کو اسرائیل میں ضم کرنے کے اقدامات کرے گا۔ یہ یہی یہودی لابی ہے (یاد رہے کہ یہودی طاقتور لابیوں کی پشتیبانی کے بغیر کوئی بھی فرد امریکہ کا صدر نہیں بن سکتا خواہ وہ کتنا باثر اور طاقتور ہو) جس نے ٹرمپ کے حواس کو ٹھکانے لگا دیا اور اسے سمجھانے نہیں بلکہ دھمکیوں کے ذریعے مرعوب کرکے امن بات چیت پر پانی پھرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے کسی بھی طور پر بات کو آگے جانے نہیں دیا۔ ان کے اصل نمائندے سیکرٹری خارجہ پمپیو کا بیان آیا ہے کہ انھیں کسی قسم کا امن قبول نہیں۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے خطہ میں امن، سی پیک کی کامیابی، پاکستان اور چین کا سیاسی، فوجی اور اقتصادی اشتراکی منصوبے اور روس کے ساتھ بہتر ہوتے ہوئے تعلقات یہود و ہنود کے گلے سے اترنے والے نہیں۔ لہٰذا اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈال کر خطہ کو ایک دفعہ پھر از سر نو امریکی، یہودی اور بھارتی دہشت گردی کے حوالہ کرنے کا اقدام کیا گیا۔ نتیجہ کیا ہوگا؟ طالبان نے تو اپنے پتے میز پر رکھ دیئے کہ ہماری دو ہی اپشنز ہیں 1۔ جہاد اور 2۔ مذاکرات۔ موخر الذکر کو سبوتاژ کر دیا گیا۔ لہٰذا واحد آپشن جہاد ہی ہے۔ اب ہر ایک صحیح الدماغ شخص سوچ سکتا ہے کہ اگر امریکہ 18 سال میں 50 ممالک کی فوجیں ساتھ لے کر طالبان کو شکست نہ دے سکا تو اب وہ کونسا معجزہ دکھائے گا؟ یہ خود امریکہ بھی جانتا ہے۔ اسے پتہ ہے کہ طالبان افغانستان اللہ کے لیے لڑ رہے ہیں اور وہ ایک جارح ملک ہے۔ لگتا ایسا ہے کہ اگرچہ یہ خطہ دوبارہ عدم استحکام اور دہشت گردی کا شکار ہوگا، لیکن امریکہ کے مقدر میں بہرصورت ذلت اور رسوائی ہی ہوگی۔ ان شاء اللہ! ❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ کینیڈا، ٹورانٹو میں مقیم فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، برسرِ روزگار، صوم وصلوٰۃ کا پابند کے لیے دینی مزاج کی حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (عمر 25 سال تک، کینیڈا کی شہریت ترجیح، شرط نہیں) برائے رابطہ: 14163197283
16479851582, 19057902953

☆ بیٹی، عمر 35 سال، تعلیم بی۔اے، قد 5 فٹ 3 انچ، شرعی پردے کی پابند (طلاق یافتہ، 2 بچے، عمریں: 6 اور 4 سال، بیٹی اور بیٹا) کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرِ روزگار شخص کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4938328

☆ عارف والا میں مقیم سرکاری سکول ٹیچر، عمر 30 سال، خوش شکل، تعلیم ''ایم اے اردو، بی ایڈ'' کے لیے ہم پلہ دینی گھرانہ کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0335-4945598

پریس ریلیز 4 اکتوبر 2019ء

افغان طالبان وفد کی پاکستان آمد تاریخی اہمیت کی حامل ہے

حافظ عاکف سعید

یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ 18 سال پہلے افغان طالبان کی قائم کردہ اسلامی ریاست کو امریکہ اور اُس کے اتحادیوں نے ناجائز طور پر محض طاقت کے بل بوتے پر ختم کر دیا گیا تھا لیکن افغان طالبان نے گوریلا جنگ کے ذریعے اِن اسلام دشمن قوتوں کو دندان شکن جواب دیا۔ امریکہ اور اُس کے اتحادی جدید ترین ٹیکنالوجی کے حامل ہونے کے باوجود نہتے طالبان سے شکست کھا گئے۔ بعدازاں امریکہ نے مذاکرات کے ذریعے افغان طالبان کی واضح فتح کو میز پر مذاکرات کے ذریعے شکست میں تبدیل کرنے کی سازش کی لیکن افغان طالبان نے کمال ہوشمندی سے اُنھیں مذاکرات کے میدان میں بھی شکست سے دوچار کیا، جس پر امریکہ نے مذاکرات ہی ختم کر دیے۔ اب پھر امریکہ اپنا تھوکا چاٹ کر مذاکرات کی بحالی چاہتا ہے۔ درحقیقت اِس میں حکومتِ پاکستان اور مسلمانانِ پاکستان کے لیے بھی ایک بڑا سبق ہے۔ وہ یہ کہ اگر اللہ پر بھروسا کرو گے اور مومن صادق بن کر اللہ کی مدد طلب کرو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمھیں شکست نہیں دے سکتی۔ ہماری دعا ہے کہ پاکستان بھی اسلام دشمن قوتوں خاص طور پر بھارت سے جنگ میں یہی راہ اختیار کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ افغان طالبان نے دنیا کی مظلوم اقوام خاص طور پر کشمیریوں کے لیے نشانِ راہ چھوڑا ہے۔

اُنھوں نے حکومت کی جانب سے یکساں نصاب تعلیم رائج کرنے کی پالیسی سے متعلق کہا کہ ہم اس شرط پر اس پالیسی کی حمایت کرتے ہیں کہ متوازن طریقہ کار اختیار کیا جائے یعنی جہاں دینی مدارس میں جدید تعلیم کو شامل کیا جائے وہاں جدید تعلیم کے اداروں میں بھی مکمل دینی تعلیم کو رائج کرنے کے لیے مربوط لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ اس میں کسی بھی نجی تعلیمی ادارے کو استثناء حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ اسی صورت میں ان شاء اللہ مطلوبہ مقاصد حاصل ہوسکیں گے اور ہماری آئندہ نسل دین ودنیا کے علم سے صحیح طور پر بہرہ ور ہوگی۔ اور اس کے نتیجے میں اللہ کی نصرت یقینی طور پر مسلمانانِ پاکستان کے ساتھ ہوگی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

Annexation of Kashmir: Pakistan just warned the world about the 21st century's "Munich Moment"

Pakistani Prime Minister Imran Khan's speech at the UN General Assembly last week was one for the history books and heralded the country's rapid ascendency as a globally significant actor. The South Asian leader touched upon the four main topics of climate change, anti-corruption, Islamophobia, and the deteriorating humanitarian situation in Indian-Occupied Kashmir (IOK), with the first three thematically leading up to the last. Prime Minister Imran Khan touched upon how his administration planted billions of trees in Khyber Pakhtunkhwa when it led the province and then followed up by rolling out this eco-friendly policy nationwide upon winning last year's elections, an interesting tidbit that will be returned to later on in this analysis. His second part about anti-corruption promoted genuine social justice by pointing out how the West's assistance in recovering laundered assets abroad would enable Pakistan to invest the stolen funds in socio-economic development programs at home if only its partners had the political will to help it, while the third theme saw Prime Minister Imran Khan explaining the roots of Islamophobia and convincingly articulating Muslims' sensitivities about freedom of speech being used to insult the Prophet Muhammad *(PBUH)*.

It was the last half of his speech about Kashmir, however, that will forever be remembered as a defining moment in International Relations after Prime Minister Imran Khan compared India's annexation of Kashmir to Nazi Germany's annexation of the Sudetenland and warned that the 21st century's Munich moment might even lead to a nuclear war if New Delhi proceeds to follow in the Fuhrer's footsteps and attack its neighbor. This comparison isn't hyperbolic in any sense either since the Pakistani leader explained how the *Rashtriya Swayamsevak Sangh* (RSS), the parent organization of the BJP and of which Indian Prime Minister Modi is a lifelong member, was inspired by Hitler's racial supremacist hatred and seeks to succeed where he failed. Tellingly, Prime Minister Imran Khan also reminded the world how the RSS assassinated Gandhi, which helps the international community understand why Modi stood by and let RSS terrorists carry out a bloody pogrom against Muslims in 2002 in the western state of Gujurat during his time as Chief Minister there, as well as why he has no compunctions about imprisoning the 8 million mostly Muslim people of the Kashmir valley in their own homes for over 50 days already.

The Pakistani leader also brilliantly preempted a forthcoming "infowar" plot by India to blame its neighbor for a seemingly inevitable follow-up to February's Pulwama incident following the eventual lifting of the curfew in Occupied Kashmir, which could be abused by the authorities to "justify" launching another strike against Pakistan and therefore dangerously bringing the two nuclear-armed countries to the brink of war if Modi decides

to continue escalating the situation. In order to not be accused of alarmism, Prime Minister Imran Khan spent a lot of time explaining the perspective of the increasingly desperate Kashmiris before concluding that even he would pick up a gun if he was forced into such a humiliating situation, which is why it wouldn't be surprising if any of the locals or their 1.3 billion co-confessionals anywhere across the world did so as well. Should this scenario transpire as predicted and India attacks Pakistan it would be an attack on the people of Pakistan and therefore provoke an asymmetrical Pakistani response that could very easily put the two on the path to a nuclear exchange.

He made no secret about this either, dramatically telling the world that Pakistan will fight to the end if it's faced with that choice or to surrender, reminding them that the ramifications of a nuclear-armed state doing so would affect the entire world. That's why he implored the UN to stop appeasing India like the League of Nations appeased Hitler, telling them in no uncertain terms that India's annexation of Kashmir and the consequences thereof pose a direct challenge to the global organization that has failed the Kashmiris for decades after first promising them a plebiscite on their future political status following roughly a dozen resolutions on the matter. Instead of being swayed by corrupt motives stemming from their interest in obtaining access to India's massive 1.2 billion-person marketplace, the International Community must take a strong stand against India's Islamophobic policies and urgently put a stop to its ethnic cleansing plans in Kashmir. Not doing so would only embolden Modi to do more and also risks radicalizing India's 180 million Muslims who are watching in shock as 8 million of their co-confessionals are placed under de-facto house arrest simply for the "crime" of believing in their religion while the rest of the world remains silent to their plight in pursuit of India's markets.

The unparalleled stakes associated with the Kashmir Crisis and Pakistan's crucial role in trying its utmost to responsibly resolve it confirm the country's growing status as the global pivot state. Prime Minister Imran Khan's passionate defense of Islam alone was enough to draw the world's attention because of how unprecedented it was for any leader to spend a lot of their time explaining the deeper nuances of this religion to their international audience at the UN, but it was his support of the Kashmiri cause that got everyone to reconsider the importance of Pakistan for world peace. His speech seems to have succeeded in swaying some countries to his side that otherwise wouldn't have cared about this issue whatsoever. The memory of World War II is still heavy on the world's collective consciousness, so evoking its run-up was an effective way to ensure that everyone paid attention to his words. The difference between then and now is that the potential victims of India's racist crusade to wipe out Islam are many orders of magnitude larger than the millions who were slaughtered during Hitler's reign of terror.

Source: An article written by Andrew Korybko, published in Global Research

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.39

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore